THE ALHAKAM

=Qadian=

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

قیمت سالانہ
والیان ریاست و امراء سے ۔ /۲۵
معاونین سے /۱۰
عوام سے /۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح دار الامان قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد ۲۵ ٭ مورخہ ۱۴ و ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء ٭ نمبر ۲۷-۲۸

میرا ایمان نبوت مسیح موعود علیہ السّلام پر

مجھکو اپنی شخصیت کے متعلق الحکم میں کوئی بھی تحریر شائع کرتے وقت ہمیشہ ناقابل برداشت بوجھ معلوم ہوا ہے اور بعض خاص حالتوں میں مجبور ہوا ہوں کہ کسی تحریر کو شائع کر دوں۔ جب سے الحکم جاری ہوا ہے میرے پاس سینکڑوں نہیں ہزاروں خطوط اس قسم کے آئے ہیں۔ جنمیں الحکم کی ذاتی خوبیوں اور ایڈیٹر الحکم کے متعلق حسن ظنی کا اظہار کیا گیا تھا مگر میں نے سبحان اللہ و بحمدہٖ پڑھ کر ایسے خطوط کو عموماً تلف کر دینا پسند کیا۔ میرے مکرم اور معزز ہم قلم بھائی قاضی اکمل صاحب نے ایک نوٹ الحکم میں درج ہونے کے لئے بھیجا ہے میں اسکا اخبار میں درج کرنے سے ضرور مضائقہ کرتا اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ کسی شخص کو میرے کسی عقیدہ کے متعلق غلطی لگی ہوئی ہے اور اسکا دور ہونا ضروری ہے۔ جن لوگوں نے خلافت حقہ راشدہ کا انکار کیا ہے اُنھیں ہمیشہ اسبات کی بہت فکر رہی ہے کہ وہ کسی کو منافق ثابت کریں۔ اور کسی کو بے ایمان قرار دیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسے منکروں کے لئے ہمیشہ حجت ملزمہ قائم کی ہے۔ آجتک ایسے لوگ موجود ہیں جو حضرت صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما جیسے عظیم الشان مومنین کے متعلق شبہات پیش کرتے ہیں۔ پھر اگر ایڈیٹر الحکم کے ایمان کا موازنہ کوئی کرنے بیٹھے تو اس سے کیا افسوس!

ایمان کا معاملہ محض اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے اور یہ قیامت ہی کو کھلے گا۔

کیست مومن کیست کافر خود بگردد آشکار

میرے دشمنوں نے جنھوں نے محض میری مخالفت اسلئے کی کہ میں خلافت حقہ کا خادم اور مرید ہوں۔ ہمیشہ مجھ پر الزام لگائے مگر خدا تعالیٰ نے واقعات کی روشنی میں انکو خائب و خاسر کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی نبوت و رسالت پر میرا ایمان ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اور میں اسپر ہر اس شخص سے جو اسکے خلاف کہتا ہے مباہلہ کرنے کو آمادہ ہوں۔

بہر حال مکرم قاضی اکمل صاحب سے کسی نے کہا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوۃ پر ایمان نہیں رکھتا۔ ایسے نادان نے بڑا بول بولا اور اس خاکسار پر اتہام باندھا۔ قاضی صاحب مکرم نے اسکے متعلق ایک نوٹ لکھ کر میرے پاس بھیجا ہے میں اس نوٹ کو بجنسہٖ اسلئے درج کر دیتا ہوں۔ کہ کسی کی ہدایت کا موجب ہو۔

(ایڈیٹر)

شیخ یعقوب علی صاحب کا ایمان نبوت مسیح موعود پر

کچھ عرصہ ہوا اثناء گفتگو میں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کا پرانا عقیدہ کم از کم یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو رسول اور نبی مانتے تھے۔ ہاں اب عقیدہ بنا لیا ہو تو خیر۔

آج اتفاقاً ۱۴ جنوری سنہ ۰۷ء کا الحکم میری نظر سے گذرا اس میں شیخ صاحب مکرم کی وصیت درج ہے جسمیں یہ الفاظ درج ہیں۔ "میں عند اللہ اسبات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی ظہور کے مظہر تم اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں۔ وہ خاتم الخلفاء ہیں اور ان تمام تعریفوں کے مستحق ہیں جو میرے قلم سے الحکم میں آپکے متعلق لکھی گئی ہیں۔ بلکہ میں یقیناً ظاہر کرتا ہوں کہ وہ الفاظ آپکے مقام اور رتبہ کے اظہار کیلئے محض ناکافی ہیں۔ اصل یہی ہے واللہ یعلم شانہ و رتبتہ العلیا" میں نے اس حق کی اشاعت میں نہ اپنے نفس کو دیکھ کر

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پراپرائٹر چھپکر تراب منزل سے شائع ہوا)

ذوالفقار کی حق گوئی

معزز ہم عصر ذوالفقار لاہور شیعہ جماعت کا آرگن ہے۔ اور ہمارے ساتھ مذہبی اختلاف ہے لیکن عموماً دیکھا گیا ہے۔ کہ عام معاملات پر اظہار رائے کرتے ہوئے اس نے ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا ہے۔ درحقیقت ایک با اصول اخبار نویس کا یہی فرض ہے۔ کہ وہ محض اختلاف رائے یا عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے دوسرے معاملات میں آزادی سے رائے دینے میں مضایقہ نکرے۔ ہم عصر ذوالفقار کے حق پسندی کے لئے ... احمدی جماعت کے اس کام کی متعلق رکھتا ہے۔ جو میدان ارتداد میں بزنگ انسداد ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے بھی ذوالفقار نے متعدد مرتبہ اپنے نیک خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور اب پھر ۱۶ جولائی ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں ہم عصر ذوالفقار نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان کو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ تاکہ احمدی جماعت کو معلوم ہو۔ کہ اس کے متعلق پبلک رائے کیا ہے نیز میں اس خیال سے بھی درج کر رہا ہوں۔ تاکہ احمدی جماعت کو اپنے فرض کا پہلے سے زیادہ احساس ہو۔ جب کہ اس کے متعلق یہ رائے پیدا ہو چکی ہے۔ اب اس کا فرض ہے کہ وہ اس اعتماد کو کامل طور پر قایم رکھے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ وہ اس مقصد کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے آمادہ ہے۔ ایڈیٹر ⁂

اسلامی مبلغین ہر فرقہ کے بڑی تیزی سے کام کر رہے ہیں مگر میدان بہت وسیع ہے۔ اس لئے مبلغین ناکافی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کام بہت طول پکڑے گا۔ اگر احمدی جماعت کی طرح باقی تمام مذاہب کے لوگ یہ احساس کرلیں۔ تو فتح بہت ہی قریب نظر آئے گی۔ اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ اسلام کی برکت نے مسلمانوں کو اس میدان میں بہت فتح و نصرت دی ہے۔ مگر یہ خیال رہے۔ کہ برادران وطن کی بلند پروازیوں کا پروگرام بہت بڑا ہے۔ اور انہوں نے اسلام کو مٹا دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ مسلمانوں کو بھی اس کے جواب کے واسطے ہر وقت تیار رہنا چاہئیے۔ اور متفقہ قوت سے کام کرنا چاہئیے ⁂

میدان ارتداد سے جو خبریں براہ راست ہمارے دفتر میں پہنچ رہی ہیں۔ ان کو دیکھ کر بڑا صدمہ ہوتا ہے جو بعض ناسمجھ ملاؤں وقت کی نزاکت پر نظر نہ ڈال کر کفر کی مشینیں بغل میں دبائے پھرتے ہیں ⁂

یہ یاد رہے۔ کہ ہم سچائی کی صداقت کو کبھی بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم وہ متعصب اخبار نویس نہیں کہ دیدہ دانستہ حق پوشی کر لیں۔ اور بد دیانتی سے کسی سچے واقعات پر پردہ ڈال دیں۔ ہمارے خیال اور اعتقاد میں مذہبی۔ دیوانہ اخبار کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ نہ ایسی اخبار کے ایڈیٹر کے مذہب کی اہل الرائے کے سامنے کوئی قدر و منزلت ہے۔ ہمیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی دیوانہ ہماری طرف بھی کفر گن کا منہ پھیر دے ہم اس مذہب کو مذہب ہی نہیں خیال کرتے۔ جس میں حق پوشی کو اصول مذہب سمجھ لیا گیا ہو ⁂

حق تو یہ ہے۔ کہ میدان فتنہ ارتداد میں جس نیک نیتی سے اور کامیابی کے ساتھ اسلام کی خدمت اس وقت احمدی جماعت کر رہی ہے۔ دوسری جماعتیں اس کام میں اگر ان کی تقلید کریں۔ تو نہایت مفید ثابت ہوں۔ مگر واقعات ہمیں برعکس نظر آ رہے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ کفر ساز ملاؤں نے ان کے مبلغین کے عمدہ کام کو دیکھ کر خود ایسا کام کرنے کی وقت پیدا نہیں کی۔ بلکہ وہ تعصب کے غم اور غصہ میں اپنی بھی عقل سے بھی ہاتھ دھو کر ناکارہ اور ان فٹ ہو گئے ہمارے خیال میں ابھی تک احمدی جماعت نے اس میدان میں صرف اسلام کی صداقت کو بیان کر کے مرتد ملکانوں کو واپس لیا ہے۔ اور ان کا کام قابل تحسین اور آفرین ہے۔ غیر احمدیوں کو ان سے سبق حاصل کرنا چاہئیے کہ یہ اپنے امام کی فرمانبرداری میں کس قدر جکڑے ہوئے ہیں۔ اور کیا کام کر رہے ہیں۔ اگر اس بات کو مان بھی لیا جاوے۔ کہ ملکانوں کو احمدی احمدی بنا رہے ہیں۔ تو کیا حنفی حنفی نہیں بنا رہے؟

کیا اہلحدیث وغیرہ ان کو شیعہ بنائینگے۔ یا شیعہ ان کو حنفی اور چکڑالوی بنائیں گے۔ ہر ایک مذہب کے موافق ان کو تبلیغ اسلام کرے گا۔ تو پھر احمدیوں پر شکایت ہی کیا ہے۔ اگر اسی طرح ایک دوسرے پر کفر کی کا ہی استعمال کیا گیا۔ تو یہ مشین سکہ پہلو ہر ایک کے پاس ہے۔ معاملہ بگڑ جاوے گا ⁂

یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی۔ کہ میدان ارتداد میں جس فرقہ سے تعلق رکھنے والے مبلغ زیادہ ہونگے۔ وہ کامیاب اور سرخرو نکلے گا۔ اس وقت بہ لحاظ تھوڑی جماعت ہونے کے احمدی مبلغ میدان میں زیادہ اترے ہوئے ہیں۔ اور باقاعدہ نظام کے ساتھ ہیں جس سے یقین کیا جاتا ہے۔ احمدی تمام جماعتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ اور وہ ضرور اپنی جماعت قوی بنائیں گے ⁂

اسی طرح دوسری جماعتوں کو بھی لازم ہے کہ اپنے اپنے مبلغین میدان ارتداد میں پہنچا کر کامیابی حاصل کریں۔ لیکن یہاں اس میدان میں کفر شکن مبلغین کی ضرورت ہے۔ نہ کہ کفر سازی کی ⁂

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔ اور مہمات دین کے سرانجام دینے میں مصروف ہیں ⁂

۲۔ ہفتہ زیر اشاعت میں خاصی بارش ہو گئی۔ جس سے موسم میں برساتی رنگ پیدا ہو گیا ہے۔ صحت عام ہنوز بفضل خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ عید الضحیٰ یہاں ۲۵ جولائی ۱۹۲۳ء کو ہو گی ⁂

۳۔ حضرت میر محمد سعید صاحب امیر جماعت حیدرآباد اور سیٹھ حسن صاحب بیڑی مرچنٹ یادگیر ۱۳ طالب علم مدرسہ احمدیہ میں داخل کرانے کے لئے لائے ہیں جو بچے سیٹھ حسن صاحب کے خاندان کے ہیں۔ حقیقت میں یہ بہت قابل قدر نمونہ ہے۔ اولاد کے ساتھ تعلقات قادیان سے پیدا کرنے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ بچوں کو یہاں بھیجا جاوے ⁂

۴۔ مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ موسمی تعطیلات کے لئے بند ہو رہے ہیں ⁂

۵۔ مکرم حافظ روشن علی صاحب اور جناب میر قاسم علی صاحب سیالکوٹ، راولپنڈی، چکوال، جہلم وغیرہ لیکچر دینے کو گئے۔ ہر جگہ نہایت کامیابی سے جلسے ہوئے اور غیر احمدی صاحبان نے اسلام کی عزت و جلال کے اظہار کے لئے ہر قسم کی مدد جلسوں کو کامیاب بنانے میں دی ⁂

۶۔ دینا نگر ضلع گورداسپور رپورٹ مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل بھیرہ سے آریہ سماج دینا نگر سے کامیاب مباحثہ کیا۔ شیخ صاحب آریہ سماج کے ساتھ مناظرہ کرنے میں اب ایک ماہر خصوصی کی حیثیت رکھتے ہیں ⁂

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں:
مینجر الحکم قادیان

میں نے علاقہ ارتداد میں کیا دیکھا

نمبر (سوم)

(۱)

گذشتہ نمبروں میں میں نے دکھایا ہے۔ کہ ہماری جماعت کا مخلص اور اشاعت حق کا سمہ درد گروہ کس ایثار اور جوش سے کام کر رہا ہے۔ ان میں ایک بھی ایسا نہیں۔ جو کسی نہ کسی پہلو سے ایک نمایاں اور ممتاز حیثیت نہ رکھتا ہو۔ اور جسکی یہ زندگی جماعت کے دیگر افراد کے لئے ہمت افزا نہ ہو۔ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو اپنی قوم میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر وہ اس میدان عمل میں ایک مزدور اور خدمت گار کا کام کرنے میں ذرا بھی مضائقہ نہیں کرتے۔ یہی وہ روح ہے۔ جو کسی قوم اور ملک کی زندگی اور نشوونما کا ذریعہ ہے۔ مگر قابل غور یہ امر ہے۔ کہ یہ روح اور یہ قوت ہماری قوم میں کس طرح پیدا ہوئی؟ اس کا ایک اور صرف ایک ہی جواب ہے کہ

یہ اخلاص فی العمل کی روح حضرت امام کی توجہ کا نتیجہ ہے

اور سلسلہ کی صداقت کا ایک زبردست نشان

(۲)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامیابیوں اور ظفریابیوں کی کلید مخلص فی الدین ہی ہونا تھا اور اسلام جب بھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ اسی ذریعہ اور راستہ سے ہمارے اعمال میں اگر ریا اور نمائش کا ذرا بھی شائبہ ہے تو اندیشہ ہے۔ کہ وہ اعمال رائیگان نہ جاویں۔ لیکن اگر ان میں محض خدا کی رضا ہی ہمارا مطمح نظر اور مقصد اصلی ہو تو یقیناً کامیابی ہماری ہی ہے۔ میں نے گذشتہ نمبر میں ایک مخلص بھائی کا نمونہ پیش کیا تھا۔ آج میں ایک حیرت انگیز مثال ایک اور بھائی کی دکھاتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ خدا کی راہ میں خدا ہی کے لئے نکلنے والے کس طرح پر تربیت پاتے ہیں۔ اور اللہ تعالے کس طرح پر ان کی تائید اور نصرت فرماتا ہے۔

(۳)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جب زندگیاں وقف کرنے کا اعلان فرمایا۔ تو ایک شخص نے جو ابھی ابھی ایک طویل اور خطرناک بیماری سے اٹھا تھا اپنی آپ کو پیش کر دیا۔ اور خدا کی شان دیکھو۔ کہ اسے فوراً روانگی کا بھی حکم مل گیا۔ زادراہ کے لئے اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس کی غیرت و حمیت نے نہ چاہا۔ کہ وہ کسی سے اپنی تہیدستی کا اظہار کرے۔ بٹالہ پہونچکر اس نے فیصلہ کیا۔ کہ امرتسر جاکر اپنے چند پارچات کو فروخت کردونگا۔ اور اس طرح پر کرایہ وغیرہ کا انتظام کرلونگا۔ اس خیال پر امرتسر کا ٹکٹ اس نے کسی دوست سے قرض لے کر لیا۔ امرتسر پہونچنے پر بھی اسکو اپنی تجویز پر عمل کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک قدیم مخلص اور سلسلہ کے لئے عاشقانہ رنگ رکھنے والے دوست نے ان سے پوچھا۔ کہ تم نے ٹکٹ لے لیا۔ اس نے کہا کہ لے لوں گا۔ اس کے جواب میں کوئی ایسا رنگ نہ تھا۔ جس سے پایا جاتا کہ وہ خالی ہاتھ ہے۔ مگر مومن کی فراست اور نیک اثر کو دیکھو۔ کہ اس دوست نے محسوس کر لیا۔ کہ کرایہ نہیں ہے۔ اس نے فوراً اس کو کرایہ دے دیا۔

آگرہ پہونچکر اس نے پانچ روپیہ صدر دفتر سے قرض لئے اور ان پانچ روپوں میں اپنا تین ماہ کا عہد پورا کیا اور ڈھائی سیر آٹے پر ۱۸ یوم بسر کئے۔

(۳)

یہ ایک معمولی واقعہ ہے۔ جس میں مبالغہ اور تکلف کا کوئی دخل نہیں۔ لیکن یہ معمولی واقعہ احمدی جماعت کے اس مقام کا پتہ دیتا ہے۔ جہاں خدا کا اولوالعزم اپنی جماعت کو لے جا رہا ہے۔ اتنا بڑا مجاہدہ کہ ۱۸ یوم اڑھائی سیر آٹے پر بسر کئے جاویں معمولی بات نہیں۔ اور یہ برداشت اور قناعت کفشی کی قوت خدا کی راہ میں حاصل کر لینا چھوٹی چیز نہیں۔ یہی نہیں بلکہ تین ماہ گذرنے کے بعد اس نے اور تین ماہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ اور وہ میدان عمل میں اسی جوش اور ہمت کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ جہاں ایک طرف اس بھائی کے اس اخلاص کا پتہ لگتا ہے۔ وہاں جس بھائی نے یہ محسوس کرکے کہ وہ تہیدست ہے۔ اسکی مدد کی اس کی فراست اور حوصلہ اور ایثار بھی کسی پہلو سے کم قابل رشک نہیں۔ وہ خود ایک میدان جنگ میں جا رہا ہے جانتا ہے۔ کہ اجنبی ملک میں اسکی ضرورتوں کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ خود اپنی ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے بھائی کی مدد کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس عہد سعادت کو یاد دلاتا ہے۔ جہاں ایک تڑپتا ہوا صحابی پانی کے لئے پکارتا ہے۔ اور پانی مل جانے پر پاس والے کی پکار سنکر اس کو دینے کی ہدایت کرتا ہے۔ اور وہ تیسرے کے لئے کہدیتا ہے۔ جس قوم میں یہ روح آجاوے اس کی کامیابی یقینی ہے۔

یہ ایک مثال ہے۔ کہ کس طرح پر ایک احمدی دوسرے کے لئے ایثار کرسکتا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ اس بھائی کا نام لوں۔ مگر محض اس نیت سے۔ کہ دوسروں کو دعا کا موقعہ ملے میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ پہلا شخص محمد حنیف ہے۔ اور دوسرا جس نے اس کی مدد کی وہ میرے مکرم بھائی بابو جمال الدین صاحب ریٹائرڈ ریلوے انسپکٹر ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو اپنے نیک اعمال کی جزا دے آمین

(۴)

بعض قوموں میں اپنی قومیت کے لحاظ سے ایک نخوت اور کبر ہوتا ہے۔ اور وہ کچھ ایسی شکل اختیار کرلیتا ہے کہ مشکل دور ہو سکتا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی کا اثر دیکھو۔ کہ اس نے بڑے بڑے آدمیوں میں سے شیخیت اور کبر کے جراثیم کو پورے طور پر ہلاک کر دیا ہے۔ علاقہ ارتداد میں کام کرنے والی جماعت میں ہر طبقہ کے لوگ آ رہے ہیں۔ جن میں راجپوت بھی ہیں۔ اس قوم کی شیخی اور انانیت ایک ظاہر بات ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ بہت سی نیکیاں جو غربا اور چھوٹی اقوام کے لوگوں کو میسر آجاتی ہیں۔ یہ ان سے محروم رہتے ہیں مگر حضرت مسیح موعود کے سلسلہ میں داخل ہو کر ان میں جو تبدیلی ہوئی ہے۔ وہ حیرت انگیز اور معجزہ سے کم نہیں۔ فتنہ ارتداد کی انسداد کا جماعت میں زندگی وقف کرنے والوں میں احمدی راجپوت بھی کثرت سے ہیں۔ اور ان کے جوش اور اخلاص کا یہ ثبوت ہے۔ کہ میں نے جو پڑھے لکھے ہیں۔ انہوں نے اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی کہ انہیں کیا کام دیا گیا ہے۔ میرے ایمان میں روزانہ ایک لذت افزا ترقی ہوتی ہے۔ جب میں ایسے بزرگوں کو دیکھتا ہوں۔ کہ وہ مجاہدین کیلئے پانی بھرنے کا کام کر رہے ہیں یا روٹی پکا رہے ہیں۔ یہ محض اخلاص اور ایمان کے کرشمے ہیں۔ کہ وہ ان کو اس سطح سے اتار لایا۔ جس کو وہ اپنے زعم میں علو مرتبت اور شان کا تخت سمجھتے تھے۔ لیکن حقیقت میں وہ کبر و نخوت کے شیطان سے گیلے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوگا۔ کہ وہ ایک چھوٹا کام کر رہے ہیں۔ مگر خدا کی نظر میں وہ اس سے حقیقی عزت اور حقیقی شرافت اور بڑائی کے مستحق ہوتے ہیں۔ انسان بہت سی باتیں چھوڑ سکتا ہے۔ مگر جو باتیں اس کی ظاہری عزت اور بڑائی کے خیالات پر اثر انداز ہوں ان کے چھوڑنے میں اس کو مضائقہ ہوتا ہے مگر ایمان اور صداقت کی تلوار میں ابھی قوت اور کاٹ ہے۔ کہ وہ جھوٹی نمائشوں اور بزرگیوں کی زنجیروں کو کاٹ کر حقیقی عزت اور بزرگی کا مستحق بنا دیتی ہے۔

جہاں ان بھائیوں کا اپنے نفس کو اس طرح پر کچل دینا ان کی ایمانی قوت اور اخلاص کا ایک کھلا کھلا ثبوت ہے۔ وہاں یہ بزرگ سلسلہ کی صداقت اور عظمت کے زندہ گواہ بلکہ نشان ہیں۔

کوئی ہے جو دیدہ عبرت سے ان باتوں پر نظر کرے

(۵)

میدان ارتداد میں کام کرنا نہایت مشکل اور ہزاروں

سوتوں کو قبول کرتا ہے۔ میں جب اپنے دوستوں کو کام کرتے دیکھتا ہوں۔ اور حالات گردوپیش کا معائنہ کرتا ہوں۔ تو مجھے یہی سمجھ آتی ہے۔ کہ یہ میدان ہمارے لئے ایک

ٹریننگ سکول ہے

جماعت کو ہر قسم کے مجاہدات میں سے گذار کر خدا تعالیٰ کسی بڑے انعام اور کام کے لئے تیار کر رہا ہے۔ میری یہ سطور ایک وقت آئے گا۔ کہ نہایت ذوق اور شوق سے پڑھی جائیں گی (انشاء اللہ العزیز) جب احمدی جماعت اپنے مقاصد کو حاصل کرے گی۔ جماعت کو جفاکشی کے عادی بنانے اور اتحاد فی العمل اور تعمیل احکام کیلئے ایک جوش اور قوت پیدا کرنے کے لئے اس سے بہتر موقعہ نہیں مل سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ جماعت بہت جلد ان برکات کے لینے کے قابل ہو سکے گی۔ جو خدا کے برگزیدہ نبیوں کی جماعت کے لئے مقدر ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ ہم ان برکات کے پانے والے ہوں۔ آمین۔

پہلا وفد اپنا کام ختم کر کے واپس گیا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلی سہ ماہی ختم ہو گئی۔ اور وہ لوگ جو اس سہ ماہی میں انسداد ارتداد کے میدان میں اترے تھے۔ اپنا وقت پورا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو کر اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ اس میدان میں جب جب بھی لوگ آتے رہیں گے۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور خاص اجر اور ثواب کے مستحق ہونگے۔ مگر اس صداقت کا انکار بھی نہیں ہو سکتا۔ السابقون کے لئے جو مراتب اور مدارج ہوتے ہیں۔ وہ ظاہر ہیں۔ ان کو جن مشکلات اور مصائب میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ پیچھے آنے والوں کے لئے وہ مشکلات نہیں ہوتی ہیں۔ اس لئے میں سلسلہ کے خادم قدیم کی حیثیت میں ان تمام احباب کو مبارکباد دیتا ہوں جن کو پہلی سہ ماہی میں کام کرنے کی عزت نصیب ہوئی میں خود بھی اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کرتا ہوا کہتا ہوں۔

مرا بسوزو کہ بنازم بطالع بیدار

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی غریب نوازی سے مجھے مرے دوسرے بیٹے عزیزی محمد ابراہیم علی صاحب سلمہ کو اور خود اس خاکسار کو بھی اس سہ ماہی میں کام کرنے کا موقعہ دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے خدام کی اس خدمت کو جس عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے وہ سلسلہ کی تاریخ میں ایک یادگار ہوگی۔ اور پیچھے آنے والوں کے لئے نشان ہیں۔

انسان فطرتاً چاہتا ہے۔ کہ اس کی خدمت کی قدر ہو۔ اور یہ جذبہ اس کی فطرت میں اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ وہ خود دوسروں کی قدر کرنا سیکھے۔ اور اس میں احسان شناسی اور محسن کی شکر گذاری کے جذبات پیدا ہوں۔ اسی لئے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ جو شخص انسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں خود شکور اور شاکر دو نام ہیں اور یہ بھی اسی لئے کہ انسان کی شکر گذاری کی قوتوں کا نشوونما اور تربیت کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی یہ صفات ہیں غرض حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے غلاموں کی خدمات کو نہایت عزت اور قدر کی نظر سے دیکھا اور ان مجاہدین کو اپنی خوشنودی مزاج کی ایک سند عطا فرمائی۔ مجھ کو قادیان کے صیغہ انسداد کی اس بے پروائی کی شکایت کر دینے میں تامل نہیں۔ کہ اس نے سلسلہ کی اس قیمتی اور تاریخی دستاویز کو نہایت معمولی کاغذ پر ردی پریس پر نہایت بدخط چھاپ کر مجاہدین کو روانہ کیا ایک ایک مجاہد اس تحریر کو اپنی جان سے زیادہ عزیز اور قیمتی سمجھتا ہے۔ اور اگر وہ آب زر سے لکھی جاتی۔ تب بھی اس کی وہ قدر نہ ہوتی۔ مگر اس کی طرف دفتر نے توجہ نہیں کی۔ میں جانتا ہوں کہ میرے یہ الفاظ شاید خوشگوار نہ ہوں۔ مگر میں اس دستاویز کی قدر و منزلت کو اپنے دل میں رکھے ہوئے اور اس کے ساتھ اس سلوک کو دیکھتے ہوئے قطعاً برداشت نہیں کر سکتا۔ دفتر انسداد کو اس کی تلافی کرنی چاہیئے۔ اور نہایت عمدہ کاغذ پر چھپوا کر حضرت اقدس کے دستخط سے مزین کرا کر مجاہدین کو پھر بھیجنا چاہیئے۔ میں ذیل میں اس سند کو درج کر دیتا ہوں۔ اور ناظرین کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اڑے وقتوں پر دعا کے لئے تحریک کرتے ہوئے اس سند کو پیش کرنا ان کے لئے ایک قیمتی مدد ہو گی۔ اور میں اپنے ذوق کی بنا پر جو خدا کے فضل سے مجھے ملا ہے۔ انہیں بتاتا ہوں۔ کہ وہ خاص ضرورتوں کے وقت تحریک دعا کے لئے اس سند سے کام لیں۔

وہ سند یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی شیخ محمد ابراہیم علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے ساتھ اپنا وقف کردہ وقت پورا کر کے آپ واپس آ[illegible] رہے ہیں۔ یہ موقعہ جو خدمت کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔ اس پر آپ جسقدر خوش ہوں کم ہے۔ اور جس قدر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں تھوڑا ہے۔ ایسی سخت قوم اور ایسے نامناسب حالات میں تبلیغ کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اور ان حالات میں جو کچھ آپ نے کیا ہے۔ وہ اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت بڑا ہے آپ لوگوں کا کام کی دشمن بھی تعریف کر رہا ہے۔ اور یہ جماعت کی ایک عظیم الشان فتح ہے۔ اور میری خوشی اور مسرت کا موجب۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس کام کو قبول فرمائے۔ میں آپ لوگوں کے لئے دعا کرتا رہا ہوں۔ اور انشاء اللہ دعا کرتا رہوں گا۔

امید ہے۔ آپ لوگ اس کام کو بھی یاد رکھیں گے۔ جو واپسی پر آپ کے ذمہ ہے۔ اور ملکانہ کی تبلیغ سے کم نہیں۔ یعنی اپنے ملنے والوں اور دوستوں میں اس کام کے لئے جوش پیدا کرتے رہنا۔ کیونکہ اس سے بڑی مصیبت اور کوئی نہیں کہ ایک شخص کی محنت آبیاری کسی کے سبب سے برباد ہو جائے۔ مومن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ اور اسے اس کیلئے خود بھی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آمین۔ والسلام

خاکسار
مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح ثانی۔ از قادیان دارالامان پنجاب)

نوشتہ سید عبدالرحیم لدھیانوی

مصری چٹھی

ہماری مساعی اور خدا کا فضل

انسان کا کام تو کوشش کرنا ہے پھر خدا تعالیٰ اسمیں اچھے پھل پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن انسانی کوشش تو کبھی مکمل نہیں ہوتی۔ ہاں اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے فضل اور کرم سے ان کمزوریوں کی پردہ پوشی کر دیتا ہے۔

اس فضل اور کرم سے ہم کو اخویم مکرم عبد المجید افندی کامل جیسا شخص مل گیا۔ جو اور دوستوں سے بہت زیادہ سلسلہ کا جوش اپنے اندر رکھتا ہے۔ پانچ مختلف زبانوں کے جاننے کے علاوہ وہ بہترین اخبار نویس اور مصنف ہے۔ عبد المجید افندی کی عمر پچاس سال سے اوپر ہے۔ اس نے دنیا کے بڑے حصہ کا سفر کیا ہے حال ہی میں اس نے انگریزی نماز جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی لکھی ہوئی کتاب ہے کا عربی زبان میں ترجمہ کیا ہے یہ کتاب شائع بھی ہو گئی ہے۔ جس کو یہاں کی حرکت نے شائع کیا ہے۔ بالکل انگریزی کتاب کے سائز پر اور باتصویر ہے قیمت ۶ / رہو گی جو دفتر ناظم بک ڈپو یا دفتر الحکم سے بھی مل سکے گی۔

احباب اس کو اس لئے بھی خریدیں۔ کہ ہمارا منشاء ہے۔ کہ اگر یہ کتاب بک جائے۔ تو شاید اور خدمت کا موقع ملے۔ ترجمہ کرنے کے لئے عبد المجید افندی خدا کے فضل سے مستعد ہیں۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ اس نے ایسے شخص کو عطا فرمایا۔ اور پھر یہ بھی فضل ہے . . . . . .

دنیا ... کو شایع کرنے کی توفیق دی۔ اس سے پہلے جماعت سکندرآباد دکن۔ اور میرے والد صاحب قبلہ کی مہربانی سے حمامۃ البشریٰ طبع ہو چکی ہے۔ اور پھر شیخ محمد سعید صاحب خلف الرشید حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب تاجر جدہ کی توجہ سے شرایط بیعت اور سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات عربی زبان میں طبع ہو چکے ہیں۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک

ٹیچنگ آف اسلام عربی

ٹیچنگ آف اسلام عربی دنیا میں اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے۔ جس کی نسبت مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کتاب کو خدا نے خاص قبولیت عطا فرمائی ہے جہاں یہ کتاب کئی بار اردو میں طبع ہوئی ہے۔ وہاں اس کے تراجم انگریزی۔ فرانسیسی اور گجراتی میں بھی ہو چکے ہیں۔

اب جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب سابق پروفیسر تاریخ الادیان دمشق و وائس پرنسپل بیت المقدس۔ حال قائمقام ناظر صیغہ تالیف و اشاعت نے بہت عمدہ سلیس اور لطیف عربی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سید صاحب کی اس عظیم الشان خدمت کے بیش از بیش ثمرات پیدا کرے۔ یہ وہ عظیم الشان کام خدا نے ان کے وجود سے لیا ہے۔ کہ اب عرب کے جن علاقوں میں احمدیت پھیلے گی۔ اس میں بہت کچھ سید صاحب کی کوششوں کا دخل ہوگا۔

سید صاحب کے سلسلہ کی خدمت کے لئے بڑے بڑے ارادے ہیں۔ خدا ان کو بارآور کرے۔ آمین۔

میرے لئے یہ امر باعث فخر ہے۔ کہ یہ کتاب مبارک میری زیر نگرانی مصر میں طبع ہو رہی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اور احباب سے درخواست دعا ہے۔ کہ وہ اس کتاب کے ہر طرح عمدہ ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ یہ کتاب نصف طبع ہو چکی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں جولائی کے آخیر میں قادیان پہنچ جائے گی۔ پس یہ بھی سلسلہ کی ترقی کا ایک قدم ہے۔ اس پر بھی میں الحمد للہ رب العالمین کہتا ہوں۔

مصر میں انجمن احمدیہ

خدا کے فضل سے قاہرہ میں ہم نے انجمن احمدیہ قایم کر دی ہے۔ اور عبدالحمید افندی کامل اس کے سیکرٹری مقرر کئے گئے ہیں۔ اور شیخ محمد سعید یوسف سلمہ اللہ ربہ اس کے صدر۔ اللہ تعالےٰ ان دونو حضرات کو بیش از بیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ اس انجمن کے مدنظر فی الحال مندرجہ ذیل امور ہونگے۔ تبلیغ احمدیت دیگر احمدیوں کو جو اطراف مصر میں ہوں اس سلک میں باندھنا اور مضبوط کرنا۔

اللہ تعالےٰ ہر طرح سے اس چھوٹی سی جماعت کی مدد فرمائے۔ تمام احباب اور تمام جماعتوں سے دعا کی درخواست ہے۔

مصر میں پہلا احمدی مبلغ

احمدیت کی تاریخ کو محفوظ کرنے کے خیال سے میں اس امر کا شایع کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ آج تک مصر کی زمین کو کن کن بزرگوں نے احمدی مبلغ کے رنگ میں اپنے قدموں سے برکت دی۔

حقیقی اور صحیح معنوں میں تو پہلے مبلغ حضرت مسیح موعود تھے جنہوں نے اپنی تمام کتابیں سینکڑوں کی تعداد میں یہاں اپنی حیات مبارک میں بھیجیں۔ مگر حضور خود تشریف نہیں لائے اس لئے میں اپنے علم کے مطابق شایع کرتا ہوں۔

کہ سب سے پہلا بزرگ حضرت مولوی غلام نبی مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں تشریف لائے۔ یہ وہ پہلا بزرگ ہے۔ جو کہ مصر میں تشریف لایا۔ مولوی غلام نبی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اول کی بعض کتب کے نقل کرنے کے لئے یہ سفر کیا تھا۔ اور نہایت ہی جفاکشی سے مصر میں قیام فرمایا۔ مولوی صاحب کا اکثر وقت جامع المؤید دار الکتب سلطانیہ میں گذرتا تھا۔ مولوی صاحب نے یہاں سنہ رسایل کے نام سے ایک کتاب بھی شایع فرمائی تھی۔ مولوی صاحب آہستہ آہستہ لوگوں کو احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ چنانچہ ایک صاحب نے جو مجھ کو جو کہ اس وقت شاہی دار التراجم میں ترجمہ کرتے تھے اور ترک ہیں۔ مولانا موصوف کی اس محبت سلسلہ اور مساعی کا ذکر سنایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔

مولانا موصوف کی زندگی کا میں نے بہت حد تک مطالعہ کیا ہے۔ وہ میرے اوستاد ہیں اور میں نے بہت مدت تک ان سے پڑھا ہے۔ مولوی صاحب کی زندگی اولیاء اللہ کی زندگی ہے۔ اور ان کا وجود صحابہ کرام کے وجود کو دکھلا دیتا ہے۔ ان کی زندگی کا ایک باب میرا ارادہ ہے کہ کسی وقت الحکم کے ناظرین کے لئے شایع کروں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے جماعت کا ایک بڑا حصہ ناواقف ہے۔ مگر یہ وہ لوگ ہیں۔ جو حقیقی معنوں میں مسلم ہیں۔ اللہ نے مجھ کو توفیق دی تو میں بہت جلد ان کے حالات شایع کروں گا۔ تاکہ جماعت ایسے بزرگوں سے واقف ہو سکے۔

دوسرے مبلغ حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مولوی فاضل

اس کے بعد دوسرے بزرگ حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل و ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ ہیں۔ جو کہ ہماری جماعت میں مصری کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ لفظ اس زمانہ مصر کی طرف ہمیشہ اشارہ کرتا رہتا ہے۔ اگرچہ ان کے ساتھ مکرمی سید زین العابدین صاحب ولی اللہ شاہ صاحب بھی تھے۔ مگر وہ جس وقت مصر تشریف لائے تھے۔ اس وقت اوّل تو عربی زبان سے پورے طور پر واقف نہ تھے۔ کیونکہ کالج کی تعلیم چھوڑ کر تشریف لائے تھے۔ اور دوسرے وہ جلد شام کے ملک میں چلے گئے۔ اس لئے ان کا ذکر شام سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت شیخ صاحب بھی میرے اوستاد ہیں۔ اور مجھ کو ان سے پڑھنے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ میں شیخ صاحب کو اس وقت سے جانتا ہوں۔ جب کہ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں فقط ہائی کے طالب علم تھے۔ اور اپنے پاک ہونے کی وجہ سے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ میں چھوٹے بچوں کے نگران مقرر ہوئے تھے۔ اس وقت سے شیخ صاحب کی زندگی کے بہت سے واقعات میری نگاہ سے گذرے اور ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

شیخ صاحب نے ایک معزز ہندو گھرانے میں پرورش پائی اور پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالی تو مسلمان ہو گئے۔ شیخ صاحب کی پاکیزہ زندگی بھی لوگوں کے لئے اسوہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ وہ آج سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک بہترین رکن ہیں۔ اللھم زد فزد۔

خدا نے توفیق دی تو شیخ صاحب کی زندگی کے ایک حصہ پر اسی طرح سے لکھنے کا عزم رکھتا ہوں۔ جیسے مولوی غلام نبی صاحب کی زندگی پر۔

شیخ صاحب مصر میں کیسے رہے

شیخ صاحب ازہر کے قریب بہت معمولی درجہ کے مکان میں رہتے تھے۔ اور ہندوستان سے پانچ ہزار کوس کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے سلسلہ کے پیسے کو خرچ کرنے سے بڑا ڈرتے اور یہ چاہتے کہ کس طرح بہت ہی کم خرچ میں گذارہ ہو۔ وہ اپنے کپڑے وغیرہ بھی دھو لینے سے مضایقہ نہ کرتے۔ باوجود اسکے وہ ہندو قوم سے اسلام میں آئے تھے۔ ان کو اسلام سے اس قدر محبت تھی کہ داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ اور وضع بالکل سادی جیسے ان کی عادت پہلے سے تھی اس پر باوجود اس کے کہ مصر کے مسلم کہلانے والے مشایخ اور علماء ان کے گرد ہر روز اپنی داڑھیوں پر تیز استرا چلاتے۔ ان کو کبھی اس کی پرواہ بھی نہ ہوتی بلکہ بلعض اوقات لوگ یہودی سمجھنے لگ جاتے۔ مگر وہ اپنے عزم سے جو خدا کے لئے تھا نہ ٹلے۔

تقویٰ اور طہارت کا یہ حال تھا۔ کہ باوجود اس کے کہ مصر ایک بدکاری کا مرکز تھا۔ مگر انہوں نے یوسفی زندگی بسر کی۔ جس کی ان لوگوں کو بھی جو سلسلے سے تعلق نہیں رکھتے۔ آج تک اقرار ہے ہمیشہ اپنے علمی مشاغل کے علاوہ تبلیغ کرتے۔ چنانچہ یہاں حمزہ افندی ایک ترک ہیں۔ جنہوں نے اس سال ازہر کا امتحان عالمیہ دیا ہے۔ اس نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ اکثر احمدیت پر بحث ہوتی اور جب بات بڑھ جاتی۔ تو شیخ صاحب لاحول پڑھتے ہوئے نیچے کی منزل میں چلے جاتے۔ اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتے۔ یہ وہ پاکیزہ زندگی تھی جو احمدی طالب علم کی اور احمدیہ مشنری کی تھی۔ مصر وہ مقام ہے۔ کہ جہاں ایک نوجوان کا بدکاری سے بچنا ایسا محال ہے۔ جیسے ہوائی جھونکوں سے مگر باوجود اس کے احمدی طالب علم احمدی مشنری جس رنگ میں زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ معجزانہ ہے۔ اور دشمن بھی اس کو دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ یہ ایمان کس کے طفیل میسر آیا

ہے۔ اسی کے جس کو دنیا نے کاذب جانا۔ لیکن وہ حقیقت میں خدا کا نبی تھا۔

مسلمان کہلانے والے آج دعا پر ہنستے ہیں اور اس کو ایک لغو بات جانتے ہیں۔ مگر ایک شخص ہندو سے مسلم ہوتا اور مسیح موعود کی صحبت کے طفیل اس کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ دعا سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز اپنی راحت کی نہیں جانتا۔ صرف یہی امر مسیح موعود کی سچائی کے لئے ایک قلب صافی کے لئے کافی ہے ٭

پھر شیخ صاحب جانتے تھے۔ ان کے سر پر کوئی نگران نہیں۔ وہ جانتے تھے۔ کہ ان کے اعمال کوئی دیکھنے والا نہیں۔ اگر میں تبلیغ نہ کروں۔ تو مجھ سے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ اور پھر میں تبلیغ کے لئے آیا بھی نہیں۔ مگر شیخ صاحب کی نظر انسانی نظروں پر نہ تھی۔ بلکہ خدائی نظر پر تھی۔ اور خدا بھی کون زندہ خدا جس کو انہوں نے مسیح موعود کے ذریعے دیکھا تھا ٭

بہر حال شیخ صاحب نے نہایت پاکیزہ زندگی بسر کی اور اپنے علمی مشاغل کے سوا الٰہی پیغام دنیا کو پہنچایا۔ انہی دنوں میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ارشاد سے انہوں نے ایک ٹریکٹ شایع کیا۔ جس سے بہت کچھ مخالفت کا میدان کھل گیا۔ مگر خدا اپنے بندوں کے قلوب کو مضبوط کر دیتا ہے۔ غرض دوسرے بزرگ حضرت شیخ صاحب تھے ٭

تیسرے مبلغ مولوی عبدالکریم صاحب

پھر جنگ کا زمانہ آگیا جنگ کے ایام میں بہت سے بزرگ مصر کیا دوسرے ممالک میں بھی تشریف لے گئے۔ اور سلسلہ کی خدمت کرتے رہے۔ مگر مصر میں ان نمایاں خدمت کرنے والے بزرگوں میں سے مولوی عبدالکریم صاحب انگریزی فوجوں میں میر منشی تھے۔ ان کا ہیڈ کوارٹر اسکندریہ تھا۔ انہوں نے بہت ہی زور سے احمدیت کی تبلیغ اپنے فرایض منصبی کے علاوہ کی۔ حتیٰ کہ اسکندریہ میں ایک جماعت انہوں نے قایم کر دی۔ انہوں نے ایک کتاب اور بہت سے اشتہارات شایع کئے۔ ان کا کام بہت ہی زبردست تھا ٭

چوتھے مبلغ حضرت سیٹھ ابوبکر صاحب

چوتھے نمبر پر میں حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب کا تذکرہ کروں گا۔ جو کہ وقتاً فوقتاً مصر میں آتے رہے۔ اور سلسلہ کی تبلیغ فرماتے رہے۔ اگرچہ ان کا کام بہت پرانا ہے۔ مگر میں نے چوتھے نمبر پر اس لئے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ سیٹھ صاحب نے کبھی مستقل طور پر بھی رہایش سے کام نہیں کیا۔ مگر جب بھی تشریف لائے اس کام کو خدا کے لئے سر انجام دیتے رہے سیٹھ صاحب کے وجود سے بھی غالباً جماعت کا بہت کم حصہ واقف ہے۔ انشاء اللہ کسی دوسرے وقت ان کے متعلق لکھنے کا عزم ہے ٭

پانچواں مبلغ خاکسار شیخ محمود احمد

تعلیمی مشاغل کے علاوہ حتی الوسع سلسلہ کے ذکر کو لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی۔ اور کسی حد تک خدا تعالیٰ نے اس کو قبولیت کا مرتبہ بخشا۔ الحمد للہ ٭

چھٹا مبلغ شیخ محمد سعید صاحب

میرے کچھ عرصہ بعد شیخ محمد سعید صاحب یوسف خلف الرشید سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب تشریف لائے اور انہوں نے اپنے علمی اور تجارتی کاروبار کے باوجود سلسلہ کی تبلیغ کو ہمیشہ فرض منصبی جانا۔ اور میری بہت حد تک مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے ٭

عیسائیوں کا ایک کام

یہاں پر عیسائی بڑی محنت سے گھن کے کیڑے کی طرح سے لگے ہوئے ہیں ٭

چنانچہ شبان المسیحین کی انجمن نے یہاں ۵۵ ہزار پونڈ کو ایک عمارت خریدی ہے۔ اور وہاں پر اپنا کلب گھر اور دفتر بنا لیا ہے۔ اس سے ہماری جماعت کے بزرگ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ غیر قومیں کس رفتار سے اپنے مذہب کی ترقی کے لئے سعی کر رہی ہے۔ غور کیا جائے۔ صرف قاہرہ کی انجمن جو صرف نوجوانوں کی ہے۔ نے ۵۵ ہزار پونڈ کو ایک عمارت خریدی ہے۔ اس کے برخلاف ہماری رفتار کیسی ہے۔ اس کا اندازہ ہم میں سے ہر ایک لگا سکتا ہے ٭

والسلام طالب دعا

خادم شیخ محمود احمد ۱۸ مئی ۱۹۲۳ء

کیا حضرت مسیح موعود نے کوئی ہجرت کی؟

لاہوری ڈاکٹر کی نئی تحقیقات

(ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب توجہ سے پڑھیں ٭)

اس وقت ہمارے سامنے پیغام ۲۶ مئی ۱۹۲۳ء ہے جو غالباً بہت سے دوستوں کی نظر سے گذرا ہوگا۔ یہ نمبر خاص طور پر مسیح موعود نمبر کے نام سے موسوم ہے۔ اس نمبر میں بہت سی عمدہ باتیں بھی ہیں۔ اور بہت سی سخت قابل اعتراض ہیں ٭

میرے پاس اس قدر وقت تو نہیں۔ کہ میں اس نمبر پر ایک لمبی تنقیدی نظر ڈال سکوں۔ لیکن مجھ کو لاہوری ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کے مضمون کے آخری حصہ پر قلم اٹھانے کی سخت ضرورت محسوس ہوئی۔ آج تک لاہوری حضرات نے سینکڑوں شاخ نئے پیدا کئے۔ اور بہت کچھ سلسلہ احمدیہ کے جسم کی تحلیل کرتے ہوئے نئی تحقیقاتیں کیں۔ حتیٰ کہ اس صحیح سالم جسم کو ایریشن روح میں اپیلا کر رکھا۔ اب سوائے ٹانک کچروں کے اس کا اٹھنا بھی محال ہو گیا۔ اسی طرح سے بعض وکیل حضرات مل گئے۔ اور انہوں نے اسی وقعات ایجاد کیں۔ گذشتہ پندرہ سال میں بہت کچھ اس کی تاریخ میں تبدیلی پیدا کر دی ٭

مجھ کو سخت ترین افسوس ہے۔ ان لوگوں نے احمدیت کو کھیل بنا دیا۔ اور دینیات کے مسئلوں کے ساتھ وہ لوگ کھیلنے لگے۔ جن کو عربی زبان کا ایک لفظ سمجھنا بھی سخت مشکل ہے ٭

لاہوری حضرات کا سب سے مایہ ناز عربی دان مبلغ مرہم عیسیٰ ہے۔ جس کے مبلغ علم کی کیفیت بارہا پبلک کے سامنے آچکی ہے۔ اور میں نے ۱۹۱۸ء میں اسے مالابار کے تبلیغی سفر کے حالات کے دوران میں خاص طور پر ان عربی فقرات کا ذکر کیا تھا۔ جو کہ اس نے وہاں پر استعمال کئے تھے ٭

الغرض وہ لوگ جو علوم عربیہ حقہ سے بالکل نا آشنا اور محض نابلد ہیں۔ ان کا دین کے معانی بیان کرنا۔ اور علوم روحانیہ کی تشریحیں کرنا سعی لاحاصل ہے ٭

اسلام۔ روحانیت یہ ڈاکٹری کے نسخے نہیں کہ حفظ کر لئے گئے۔ یا تعزیرات ہند کی دفعات نہیں کہ یاد کر کے کورٹ میں تقریر کر دی۔ یہ وہ گہرے علوم ہیں۔ جو کہ خدا خود انسان کو سکھلاتا ہے۔ اور اس طرح سے سکھلاتا ہے جیسے آنحضرتؐ کو فرمایا۔ الم نشرح لک صدرک یا موسیٰ کو دعا سکھائی۔ رب اشرح لی صدری۔ پس یہ فیضان خدا سے ان کے پاک بندوں کو ملتا ہے۔ اور وہ پھر اس عکس کو دنیا میں تقسیم کرتے ہیں۔ پھر اور لوگ ان سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں ٭

جیسے پہاڑوں پر بارش پڑتی ہیں۔ وہاں سے دریا نکلتے ہیں۔ اور ان سے نہریں اور سوتے نکالے جاتے ہیں۔ اور پھر ان سے پینے کے لئے بالٹیاں اور گھڑے بھر لئے جاتے ہیں۔ اور جانوروں کو اور کھیتوں کو بھی سیراب کیا جاتا ہے ٭

غرض خدا کے فیوض کا منبع اکثر اوقات وہ بلند پہاڑ ہوتے ہیں۔ جن کا زمین اپنی پستی کی وجہ سے مقابلہ نہیں کر سکتی اگر اس پر کوئی وکیل جرح کر دے۔ کیونکہ لاہور میں ہائی کورٹ ہے۔ وکیل بہت رہتے ہیں۔ کہ بارشیں تو کھلے میدان میں بھی ہوتی ہیں۔ تو ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کھلے میدانوں کی بارش کا باعث پھر وہی بلند پہاڑ یا وسیع سمندر ہوتے ہیں۔ جن کو خدا نے اس قدر وسیع بنا دیا۔ کہ زمین ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ پانی کنوؤں اور بلیوں کے پینے کے لئے عام بھی مل جاتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں ہوتے۔ کہ بارش کا نزول ان پر ہونے لگا ٭

پس وہ لوگ جن کو خدا نے ان روحانی علوم سے حصہ نہیں دیا۔ اور جن کو علوم عربیہ سے واقفیت نہیں

اور جو ان کی صحبت میں نہ بیٹھتے ہیں۔ اور نہ بیٹھنے کا ایسے لوگوں کو ہرگز حق نہیں۔ کہ وہ علوم حقہ کی تشریحیں کرتیں اور خدا کی کلام کی تفسیریں کر کے دنیا میں فتنہ پھیلائیں کیونکہ کسی آدمی کا جان سے مار ڈالنا بہتر ہے۔ اس کی نسبت کہ اس کے دین اور ایمان کو تباہ کر دیا جائے۔ پس میں نہایت ادب سے لاہوری ڈاکٹروں اور وکیلوں کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ ازراہ کرم احمدیت کے پیچھے نہ پڑیں۔ اور اس کی تشریح و تحلیل نہ فرمائیں۔ بلکہ بجائے اس کے کوئی مفید کام کریں۔ کیونکہ یہ کام آپ کا نہیں۔ اور نہ آپ لوگ اس کے اہل ہیں۔ اس عرض داشت کے بعد مجھ کو یہ عرض کرنا ضروری ہے۔ لاہوری ڈاکٹر نے ایک آخری عنوان حضرت مسیح موعود کی ہجرت کا ایک باب باندھا ہے۔

ہجرت مسیح موعود

اور لکھا ہے وہ حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا تھا۔ کہ "داغ ہجرت" چنانچہ ان کو کئی ایک الہامات سے بتایا جاچکا تھا کہ ان کی وفات کے دن قریب ہیں۔ مگر اس آخری دفعہ جو آپ نے قادیان کو لاہور کے لئے چھوڑا۔ آپ کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھر زندہ قادیان واپس نہیں آئیں گے۔ جہاں آپ نے اس ہجرت پر حسرت کا اظہار کیا۔ مگر آخر جو مقدر میں تھا۔ پورا ہونا ضروری تھا"

یہ وہ توبے جوڑ عبارت ہے۔ جو کہ ڈاکٹر صاحب نے لکھی ہے۔ اور جس کا ہر دوسرا لفظ پہلے کی تردید کرتا ہے:

قبل اس کے کہ میں اس کی تردید کروں۔ میں نہایت ادب سے جناب ڈاکٹر صاحب سے پوچھنے کی جرأت کرتا ہوں کہ جناب من کیا آپ ہجرت کے معنے الہامی زبان میں جانتے ہیں کیا ہوتے ہیں؟ یا ہر سفر کو جو لاہور سے یہاں ہو۔ یا انارکلی تک ہو اس کا نام ہجرت ہے۔ اگر یہ ہجرت ہے تب تو دنیا میں ہر انسان لاکھوں کروڑوں ہجرتیں کرتا ہے۔ یا ہجرت سے مراد وہ سفر ہے۔ جس میں انسان واپس زندہ گھر میں نہ آئے۔ اگر ایسا ہے تو لاکھوں آدمی گھر سے باہر سڑکوں پر دوسرے شہروں میں ریل میں جہازوں میں مر جاتے ہیں۔ کیا سب مہاجرین ہیں:

پہلے ہجرت کے معنے جانئے اور پھر اس اہم مسئلہ پر قلم اٹھائیے گا۔ کاش آپ نے کشمیری بازار سے حدیث کی کتاب عمدۃ الاحکام ہی پڑھ لی ہوتی۔ جو دو سو صفحے کی کتاب ہے۔ تو آپ کو ہجرت کے معنے معلوم ہو جاتے۔ یا قرآن کریم ہی سمجھ کر پڑھ لیتے۔ مگر افسوس کس کو فرصت تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے تو استاذی المکرم مولوی غلام رسول راجیکی کو مقرر کیا تھا۔ اور انہوں نے چھ سال تک کوشش کی۔ مگر آپ نے اس سے بڑھ کر کیا معراج تھا۔ کہ آپ صدر انجمن کے ممبر تھے۔ آپ کو غلام رسول ایک گجرات کا رہنے والا مولوی سے جس نے سوائے علوم حقہ کے کچھ جانا ہی نہ تھا پڑھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور فی الحقیقت اس بچارے کا علم آپ تک کہاں پہنچ سکتا تھا

جو تشریحات آپ کر سکتے ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب کو تو خواب میں بھی سمجھ نہیں آسکتی۔ خیر اگر آپ نے ان سے نہیں پڑھا۔ تو میں ہی کوشش کرتا ہوں۔ کہ آپ کے سامنے ہجرت کے چند واقعات رکھوں۔ جو انبیا کی زندگی میں پائی گئی ہے۔ انبیا کبھی ہجرت نہیں کرتے۔ جب تک خدا تعالے ان کو حکم نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالے کے آج تک دو قسم کی ہجرتیں انبیاء سے کرائی ہیں:

ایک جب کہ خدا تعالے کسی زمین کو اس کے گند کی وجہ سے ملعون قرار دیتا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ وہاں عذاب اترے تو انبیا کو وہاں سے ہجرت کر جانے کا حکم دیتا ہے جیسے نوح۔ لوط اور بعض انبیاء کے ساتھ اور ان کی قوم سے ہوا:

دوسرے خدا جب کسی زمین کے لوگوں میں صلاحیت کے آثار پاتا ہے اور چاہتا ہے۔ کہ اس کو کسی نبی کے پاؤں سے برکت دے۔ اور بر خلاف جہاں نبی رہتا ہے۔ وہاں کے لوگوں کو قسی القلب پاتا ہے۔ تو ان لوگوں کی بے خوفیوں کی وجہ سے خدا حکم دیتا ہے۔ کہ اے نبی تو ہجرت کر جا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح۔ یعقوب۔ یوسف علیہ السلام وغیرہ:

ہجرت کے دو اور **اصول** یاد رکھنے کے قابل امر ہے۔ کہ نبی جب بھی ہجرت کرتا ہے۔ تو کسی قوم سے تنگ آکر خدا کے حکم کے ماتحت ہجرت کرتا ہے۔ اور اس کے جانیکے بعد چھوٹا بڑا عذاب آجاتا ہے جیسے موسیٰ کے بعد مصر پر ہلاکت آئی۔ مسیح کے بعد یہود کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ آنحضرت کے بعد مکہ مغلوب ہو گیا:

دوسری بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ یہ ہے کہ نبی جب ہجرت کرتا ہے۔ تو خدا اس لئے اس سے ہجرت نہیں کراتا۔ کہ اس شہر میں اس کے مرنے کے لئے جگہ نہیں ہوتی۔ اور دوسری جگہ اس کو لے جا کر فوت کر دے۔ بلکہ خدا اس کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے ہجرت کراتا ہے کہ وہ جو گھر سے اس طرح ذلیل ہو کر نکلا۔ جس کو دنیا نے حقیر جانا وہی آخر خدا کا پیارا ثابت ہوا۔ پس کسی نبی کی زندگی میں ایسی مثال نہیں ملے گی تو اس لئے سفر کرایا جاتا ہے۔ کہ یہاں پچاس کوس کے فاصلے پر تجھ کو وفات دیں۔ بلکہ اس کی خوف کی زندگی ہجرت کے بعد امن سے بدل دی جاتی ہے۔ پس جب کہ ہجرت ان اصولوں سے ہوئی ہے۔ تو یہ نئی قسم کی ہجرت کسی عقلمند آدمی کی سمجھ میں نہیں آسکتی کہ خدا تعالے محض اس لئے ہجرت کرائے۔ کہ چل تجھ کو وفات دیں۔ ڈاکٹر صاحب کم از کم کوئی اردو ہی کی کتاب لے کر انبیاء کی زندگی دیکھو۔ کہ ہجرت ان کے اور ان کی قوم کے درمیان ایک معیار صداقت ہونا۔ مرزا صاحب کی اسمیں کیا صداقت تھی۔ کہ جاتے ہی فوت ہو گئے جماعت پر ابتلا آگیا۔ لوگوں نے مضحکہ اڑایا۔ سانگ بنا کر نکالے۔ اور خود تم لوگوں کی بوکھلاہٹ ماری گئی۔ اور اس امید پر کہ نور الدین بھی ایک آدھ سال میں چل دے گا۔ اس کو

خلیفہ بنا لیا۔ اور چھ سال تک اس کی جھڑکیاں کھائیں۔ اور پچھتائے۔ بلکہ ۱۹۰۹ء میں ہی چاہا کہ خلافت توڑ دی جائے مگر وہ تو کوئی ایسی چیز نہ تھی جو تمہاری تدبیروں سے ٹوٹ جاتی۔ آخر چھ سال نہایت ندامت سے کاٹے۔ اور نور الدین اعظم کے فوت ہوتے ہی اس طرح بھاگے۔ کہ جس طرح کوئی بدکا ہوا گھوڑا قابو نہیں آتا۔ اور خلافت کا ایسا ہول دل میں بیٹھا۔ کہ قادیان کے نام سے روح لرزنے لگی۔ اور اپنی نجات اسی میں جانی کہ لاہور ہی میں بیٹھ کر زندگی کے دن پورے کریں۔ یہ خلافت ہی کی وجہ تھی۔ کہ قادیان تم کو سخت بری نظر آئی تھی۔ اور تم پھر قادیان میں داخل نہ ہوئے۔ اگر ہوئے تو اس طرح سے جس طرح سے کہ جنگل میں ہرن شکاری کو دیکھ کر ادھر ادھر بچ کر چلتا ہے اور چھپتا ہے۔ اسی طرح اگر قادیان آنا پڑا۔ تو اس طرح سے چھپ کر نکلے اور کترا کترا کر چلے۔ کہ مبادا خلافت کا وہی مجسمہ جس نے چھ سال تک سواری کر کے کمر توڑ دی۔ پھر نظر نہ آجائے۔ اور اب تو بالکل اس لومڑی کی طرح سے ان لوگوں کی حالت ہو گئی ہے۔ کہ جس کی دم کٹ گئی اور اس نے اس شرمندگی کو مٹانے کے لئے تقریر کی۔ کہ دم بہت بری چیز ہے۔ پس جب قادیان سے نکل گئے۔ جس کو خدا نے اپنے الہاموں سے نوازا تھا۔ تو اس ندامت کو مٹانے کے لئے کبھی تو زنگ زنگ کے مسئلے پیدا کئے۔ اور کبھی کبھی قادیان پر لاہور کو فضیلت دینے لگے۔ بیشک ان لوگوں کے لئے قادیان سے لاہور افضل ہے۔ جس کے طفیل اس مصیبت عظیم (نعوذ باللہ) نجات حاصل کر کے حریت کی ہوا کھائی۔

اب اور ترقی کر مسیح موعود نے وہاں ہجرت کی! حالانکہ ڈاکٹر صاحب نے ہمیشہ سے باریک باتوں کے سمجھنے کیلئے موٹی بات بھی نہیں سمجھتے۔ اتنا نہ سمجھا کہ حضرت کو الہام ہوتا ہے۔ "داغ ہجرت" یہ وہ ہجرت ہے جس کو خدا نے داغ قرار دیا اب اس کے معنے یا تو یہ ہیں۔ کہ اس سفر کو خدا نے اچھی نگاہ سے نہ دیکھا۔ اس ہجرت مزعومہ کو خدا تعالے نے داغ قرار دیا۔ اور لاہور کے مقام کو ایک لعنتی مقام قرار دیکر فرمایا۔ کہ ہجرتیں تو ہماری رضا کے لئے ہوتی ہیں۔ مگر یہ ہجرت ہمارے منشا کے خلاف ہے۔ اس لئے داغ ہے۔ اور نعوذ باللہ اس کی سزا یہ ملی کہ آپ کو فوت کر دیا گیا۔ اور فوت بھی ایسے وقت کہ پیغام صلح بھی پڑھ نہ سکے۔ ڈاکٹر صاحب! خدا کے لئے لاہور کی شان کے لئے ایسے الہام نہ گھڑو۔ جو لاہور کو لعنتی مقام قرار دیں۔ اور خدا کے مسیح موعود کی طرف ایسی باتیں منسوب نہ کریں۔ ورنہ خدا کے عقاب سے ڈرو۔ کہ وہ بہت سخت ہے:

ڈاکٹر صاحب! کیا خدا کے برگزیدہ خدا کے حکم خلاف ایسی ہجرتیں کیا کرتے ہیں جو داغ کہلائیں۔ افسوس پھر کیا وہ مقام کبھی معزز و مکرم ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں

ہرگز نہیں۔ پھر کیا تم حضرت مسیح موعود کی وفات کا نام سزا رکھو گے۔ نعوذ باللہ۔ کیا یہی تمہاری احمدیت ہے۔ اور اس حد تک تم بیباک اور دلیر ہو گئے۔ خدا کے لئے ہوش کرو۔ اور دنیا کو گمراہ مت کرو۔

اگر اس کی تشریح کرو۔ کہ یہ داغ قادیان کے لئے تھا۔ تو یہ معنے اس کے کسی عقلمند آدمی کے نزدیک ہو نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ معنے کہ اس جگہ کے لئے داغ جہاں سے ہجرت ہوئی۔ ایک لغو معنے ہونگے۔ لیکن آپ کے دماغوں سے بعید نہیں۔ کہ یہ معنے کرو۔ تو یاد رکھو۔ یہ خدا کے الہام کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کو قادیان کی نسبت الہام ہوا ؎

زمین قادیان اب محترم ہے۔ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

پھر الہام ہوا۔ انی احافظ کل من فی الدار پھر اس جگہ کے لئے الہام ہوا۔ وسع مکانک۔ پھر اس جگہ کے لئے الہام ہوا۔ یاتیک من کل فج عمیق ویاتون من کل فج عمیق۔ پھر اس جگہ مقبرہ بہشتی بنایا۔ اور اس جگہ منارۃ المسیح بنایا۔ پھر اس جگہ کے لوگوں کی نسبت الہاماً فرمایا۔ اصحاب الصفہ وما ادراک اصحاب الصفہ تریٰ اعینھم تفیض من الدمع۔ یصلون علیک۔ پھر اسی جگہ خدا نے آپ کا سلسلہ نسل چلایا۔ اور الہام ہوا۔ کہ ینقطع اباءک ویبدء منک۔ پھر الہام ہوا انی معک ومع اھلک۔ غرض کس قدر لکھوں۔ کیا کچھ قادیان کی شان بن گیا۔ اور کیا کچھ اس کو بڑائی دی۔ پھر اس جگہ مسیح موعود کو مقبولیت دی۔ پھر کیسے یہ متضاد الہام جو پہلے اس قدر الہاموں کے بلکہ بالکل خلاف خدا تعالے کی طرف سے نازل ہو۔ پھر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب کہ تمہارے معانی کے لحاظ سے حضرت نے قادیان سے ہجرت کی۔ اور خدا نے وہ ہجرت بھی ایسی کروائی کہ وہیں آپ کی وفات ہو گئی۔ تو انبیاء تو جب کسی زمین میں ہجرت کی اس کا چھوڑا نہیں وہیں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہو گئے۔

پھر تم نے یہ کیا بے وقوفی کی۔ کہ خدا نے تو ہجرت اس لئے کرائی۔ کہ وہ احمدیہ بلڈنگ میں فوت ہوں۔ اور تم خدا کے اس فعل کے خلاف خدا کے برگزیدہ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر اسی جگہ چھوڑ گئے۔ جہاں سے اس نے ہجرت کی تھی۔ اور تم نے خود اس کی ہجرت کو توڑ دیا اور خدا کے فعلوں کے خلاف کیا۔

ڈاکٹر صاحب! آپ نے مسیح موعود کی صحبت میں بہت پرانے آنے والے شخص ہیں۔ آپ کو یہ فخر ہے۔ کہ آپ نے بچپن سے مسیح موعود کو قبول کیا۔ اور اس بچپن کا ذکر ہمیشہ فخر سے کرتے ہیں۔ شاید اس سے مراد ہو۔ کہ حضرت علی سے کوئی نسبت ٹھیر جائے۔ مگر یہ سعی لاحاصل ہے آپ کا ایمان بچپن کا تھا۔ اس لئے وہ ہمیشہ کمزور ہی رہا۔

آپ کو یہ بھی فخر ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام کی مرہم پٹی آپ ہی نے کی تھی۔ اور آپ کے لئے بہت سے امور واجب فخر ہیں۔ میری غرض ان کے دہرانے پر یہ ہے اور آپ کے لئے اس قدر مقرب ہونے کے دن رات الہامات الٰہی سننے کے پھر آپ نے انتشار جانا۔ کہ خدا قادیان پر لاہور کو ترجیح دے رہا۔ اور بتا کیوں نہ جب کہ اس میں ڈاکٹر صاحب اور خواجہ صاحب اور شاہ صاحب اور شیخ صاحب کے مکانات تھے۔ پھر تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ خدا لاہور کا مرتبہ بلند نہ کرتا۔ پھر آپ نے دیکھا۔ کہ انی احافظ کل من فی الدار کا الہام بھی خواجہ صاحب کے مکان میں ہوا۔

پھر آپ نے دیکھا۔ کہ خدا کا مسیح فوت بھی وہاں ہوا۔ تم نے کیوں نہ مسیح موعود کو اس مقدس زمین میں جہاں آپ بزرگوں کے مکانات تھے دفن کیا۔ اور اگر ایسا کر لیتے تو بہت کچھ جھگڑے ختم ہو جاتے اور ایک فضیلت اور بھی قائم ہو جاتی۔

لیکن شاید آپ نے اس لئے نہ کیا ہو۔ کہ احمدیہ بلڈنگ میں قبر پرستی نہ ہو۔ مگر مجھ کو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت موجودہ پروگرام ذہن میں نہ تھا بھی یہ بے وقوفی ہوئی۔ کہ اس جگہ خدا کے مسیح کو پھر پہنچا دیا جہاں سے ہجرت کی تھی اور کندھوں پر اٹھا کر لا چھوڑا اور اس امر کا بھی لحاظ نہ کیا۔ کہ خدا نے اس جگہ کو داغ قرار دیا ہے۔ اگر ہو کہ اس وقت تم نے الہام نہ سمجھا تھا۔ تو اب زمانہ مسیح سے بعد ہو جانے کے بعد تم میں یہ طاقت کہاں سے آ گئی۔ کہ الہامات سمجھنے لگو۔ اور یہ بات تو سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ جس جگہ چار پانچ عارف ہوں جن کے لئے خدا نے اپنی مقدس بستی کو چھوڑ دیا۔ جن کے لئے مسیح موعود کو ہجرت کرائی وہ الہام نہ سمجھ سکے ہوں۔

الغرض تمہارے لئے ہر صورت میں ایک موت ہے۔ اگر تم نے سمجھا تو بھی اور اگر نہ سمجھا تو بھی۔

داغ ہجرت کے معنے

آؤ میں آپ کو بتلاتا ہوں۔ کہ داغ ہجرت کے کیا معنے ہیں۔ آپ نے اپنی تحریر میں لکھا ہے۔ کہ حضور کو داغ ہجرت الہام ہوا درست ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ انبیاء کی ساری زندگی معجزانہ ہوتی ہے۔ اور ان کا ایک ایک کام معجزانہ ہوتا ہے اور ان کی آواز بھی خدا کی آواز ہوتی ہے۔ پس مسیح موعود کو بہت سے الہام اپنی وفات کی نسبت ہو چکے۔ جیسے الہام ہوا۔ الرحیل ثم الرحیل۔ مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار۔ قرب اجلک المقدر۔ وغیرہ وغیرہ۔

جب آپ نے یہ شعر شروع کیا۔ تو اس کے لئے الہام ہوا۔ "داغ ہجرت" تو اس ہجرت سے وہ ہجرت مراد تھی۔ کہ جس سے واپسی نہیں ہو سکتی تھی۔ یعنی وفات جس کا پہلے الہاموں میں ذکر ہے۔ تو خدا نے اس وفات کو داغ کے لفظ سے پکارا۔ جیسے بیٹے کی وفات کو داغ کہتے ہیں۔ اور تکلیف دہ چیز کے نشان کو داغ کہتے ہیں اس طرح سے خدا نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے کے متعلق داغ کا لفظ بیان فرما کر اس قبض روح پر غم کا اظہار فرمایا۔ کیونکہ یہ اسلامی مسئلہ ہے۔ کہ خدا اپنے بندوں کی روح قبض کرنے پر خوشی کا اظہار نہیں کرتا۔ لیکن سنت اللہ کو بھی تبدیل نہیں کرتا۔

پس اس الہام کا مطلب یہی تھا۔ کہ ہم تیری وفات پر افسوس کرتے ہیں۔

پھر لاہور کیوں گئے

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب یہ ہجرت نہ تھی۔ اور ان کو علم بھی تھا۔ کہ لاہور جا کر فوت ہو جاؤں گا۔ تو وہ گئے کیوں سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جیسے میں نے کہا کہ ان کی زندگی معجزانہ ہوتی ہے۔ ویسے ہی ان کے افعال ہوتے ہیں۔ مسیح موعود جانتے تھے۔ کہ میرے بعد لاہوری حضرات کیا کریں گے۔ اور یہ بھی جانتے تھے۔ کہ یہ احمدیت کو کس طرح سے نقصان پہنچائیں گے۔ اس لئے مسیح موعود نے قادیان کو اس لئے سفر کیا۔ کہ لاہور جا کر آخری دفعہ ان لوگوں پر اتمام حجت کریں۔ اور پھر پیغام صلح لکھا۔ اور ایسے وقت فوت ہوئے۔ کہ اس کو پڑھ نہ سکے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ تا کہ اس کو خواجہ اس طرح سے پڑھے جس طرح خلیفہ اول نے اپنی وصیت مولوی محمد علی صاحب سے پڑھوائی تھی۔ مگر فرق یہ تھا۔ کہ خلیفہ اول نے اپنی زندگی [illegible] لیا۔ اور مسیح موعود نے پیغام صلح ہزاروں آدمیوں میں پڑھوایا۔ اپنی وفات کے بعد۔

کیوں! خلیفہ اول کو حکم دیا گیا تھا۔ کہ میری وفات سے قبل یہ شخص خلافت کے خلاف کھڑا ہو گا۔ اس لئے اپنی زندگی میں اس سے اقرار کرایا۔ کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔

اور مسیح موعود کو خدا کی طرف سے یہ علم دیا گیا تھا۔ کہ خواجہ میری وفات کے بعد جماعت کی دو پارٹیاں کرنے کا بانی ہو گا۔ اس لئے اس سے یہ مضمون پڑھوایا گیا اور ہزاروں آدمیوں کے سامنے تا کہ خواجہ کو یہ علم دیا جائے۔ کہ خواجہ جو شخص دنیا میں امن کا شہزادہ ہو کر آیا۔ اور جس نے ہندوؤں کو بھی صلح کو پیغام دیا۔ وہ ہرگز یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کی جماعت میں انشقاق و افتراق ہو۔ اس لئے دیکھ تو اس مضمون کو پڑھتا ہے۔ اور ہندوؤں کو پیغام صلح دے رہا ہے اپنی جماعت کا بھی خیال رکھنا۔ مگر اس نے اس طرح کیا۔ جس طرح مولوی محمد علی نے کیا۔ اور مسیح موعود کی طرف سے ہندوؤں کو صلح کا پیغام دیا اور جماعت میں میں کیا کر رہا ہوں۔ پس ایک بڑا کام یہ تھا۔ جو مسیح موعود نے لاہور کے سفر پسند نہیں تھا۔ کیونکہ ان کو لاہوری حضرات کا انجام معلوم ہو چکا تھا۔

چنانچہ خود ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کی تحریر کی مطابق۔ آپ نے اس ہجرت پر اظہار افسوس فرمایا۔ اور خدا نے بھی الہاماً داغ ہجرت فرمایا۔ اور یہ بات کیم بھی

کہ حضرت مسیح موعود پھر کبھی لاہور نہیں جانا چاہتے تھے۔ بلکہ اس سفر میں حضور نے قادیان کی دھوپ کے متعلق بھی فرمایا۔ کہ اے مسیح تو نے اس سفر کو خوشی سے نہیں۔ بلکہ نہایت تکلیف سے کیا ہے۔ اور تیرے دل پر اس کا اثر ہے۔ کیونکہ مسیح موعود کو لاہوری حضرات کا انجام معلوم ہو چکا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ غمگین تھے۔ پس یہ دوسرے معنے ہیں۔ داغ ہجرت کے پھر دوسری وجہ سفر کی یہ تھی۔ کہ مسیح موعود احمدیہ بلڈنگ میں فوت ہو کر بتلا دیں۔ کہ احمدیت اس جگہ سے فوت ہو گئی اور خدا نے مقدر یہ کیا تھا۔ کہ وہ مسیح موعود کا جنازہ مبارک قادیان چھوڑ جائیں۔ اور اس کے معنے یہ ہوں کہ ان کا تعلق آپ کے ساتھ اتنا بھی نہیں رہے گا۔ کہ جیسے کسی کا کسی قبر سے ؛

پس مسیح موعود کا سفر لاہوری حضرات کے آیندہ زندگی کے انکشاف کے لئے تھا ؛

تیسرے معنے

ہاں اس کے ایک تیسرے معنے بھی ہیں۔ اور وہ یہ کہ ایک ایسی ہجرت جو کہ داغ ہے تو مسیح موعود فوت ہو گئے۔ اور لاہور کو چھوڑ کر پھر قادیان تشریف لائے۔ پس حضرت اقدس کئی دفعہ لاہور گئے تھے۔ وہ سفر تو مبارک تھے۔ مگر یہ سفر داغ تھا۔ ان کے لئے جن کے ہاں سے آخری دفعہ ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ حضرت کا وہاں سے نکلنا تھا۔ کہ وہ مکانات خفیہ سازشوں کے مرکز بن گئے۔ اور مسیح موعود کی جماعت کی تخریب کے سامان وہاں شروع ہو گئے ؛

پس یہ ہجرت لاہوریوں کے لئے داغ تھی بدنما دھبہ تھا۔ جس کا اظہار آسمان پر کیا گیا ؛

میں نے اوپر بتلایا ہے۔ کہ نبی کی ہجرت کے بعد چھوٹا یا بڑا عذاب آیا کرتا ہے۔ پھر دیکھ لو۔ کہ وہ چھ سالہ خلافت کس طرح سے ان کے لئے عذاب جان بنی رہی۔ کیا یہ عذاب کم تھا۔ اگر یہ الہام قادیان سے تعلق رکھتا تھا۔ تو قادیان والوں کے لئے تو خلافت رحمت تھی۔ انہوں نے پہلے خلیفہ کے بعد پھر خلیفہ چنا۔ اور اس کو رحمت جانا۔ اور قادیان دن بدن بڑھتی چلی گئی

داغ ہجرت کے چوتھے معنے

ہاں یہ ہجرت داغ تھی۔ کس کے لئے۔ مولوی محمد علی کے لئے جس نے نیک ارادوں کے ساتھ قادیان کی ہجرت توڑ کر لاہور میں ہجرت ثانیہ کی۔ پس خدا نے الہاماً مسیح موعود کو بتلایا کہ ایک شخص نے ہجرت کی تھی۔ مگر تیرے بعد وہ ایک اور ہجرت کرے گا۔ جو کہ اس کے ماتھے پر ہمیشہ داغ کے رنگ میں چمکتی رہے گی ؛

پانچویں معنے

پھر اس کے ایک اور معنے بھی تھے۔ وہ یہ کہ ایک جماعت کے دنیائی باتوں کی طرف پرواہ نہ کرتے ہوئے تجھ کو قبول کیا تھا۔ اور اپنے اوپر ایک اور ہجرت وارد کی تھی۔ مگر تیری وفات کے بعد وہ پھر ایک اور ہجرت کریں گے۔ حتی کہ تیری وفات انکے گھر میں ہو گی۔ جو وہاں سے احمدیت کے نکل جانے کی دلیل ہو گی۔ یعنی تیری روح کے ساتھ وہ روح جو آسمان سے ان کے لئے اتری تھی پرواز کر جائے گی۔ اور وہ تجھ سے ایسے بے تعلق ہو جائیں گے۔ کہ تیرے جسم مبارک کو بھی وہاں نہ رکھیں گے ؛

پس ان کی ہجرت ایک داغ ہو گی۔ جو ہمیشہ صفحات تاریخ پر نظر آتی رہے گی ؛

یہ ہیں اس الہام کے معنے پس ڈاکٹر صاحب یہ الہام تو سراسر تمہارے لئے خلاف تھا۔ جس کو تم اپنی فضیلت میں بیان کر رہے ہو ؛

ایک اور بات خواجہ صاحب کے مکان کی نسبت وعدہ

ڈاکٹر صاحب نے آخر میں خواجہ کمال الدین صاحب پر ایک اور احسان کیا۔ کہ اس جگہ الہام ہوا۔ انی احافظ کل من فی الدار جیسے قادیان کے گھر کی نسبت ہوا تھا ؛

ڈاکٹر صاحب نے جو کہ الہامات کو بالکل نہیں سمجھتے اپنی عقل کے مطابق پھیرنے کی کوشش کی ہے ؛

میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ جس جگہ کوئی الہام ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ اس جگہ کے لئے ہی نہیں ہوتا مثلاً الہام ہو زلزلہ آئے گا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ جس جگہ الہام ہوا ہے۔ اس جگہ زلزلہ آئے گا بلکہ الہام کی تشریح اللہ تعالےٰ ملہم کو سکھاتا ہے۔ اور یا پھر اسکے ظہور سے پتہ لگتا ہے۔ اگر یہ الہام خواجہ صاحب کے مکان کی نسبت تھا۔ تو کیوں حضرت صاحب نے دوسرے ہی دن اس مکان کو خالی کر کے خدا کے حکم کے خلاف کیا خدا نے خواجہ صاحب کے مکان کی نسبت فرمایا۔ انی احافظ کل من فی الدار اور حضرت صاحب اس کو چھوڑ کر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان میں چلے گئے یہ تو ایک معمولی انسان بھی نہیں کر سکتا۔ کہ خدا امر بجا اس کو مخاطب کر کے ایک کہے۔ اور اس کے خلاف کرے چہ جائیکہ تم مسیح موعود پر یہ اتہام باندھتے پھرو۔ کہ الہام سے دوسرے دن دوسرے مکان میں اٹھ گئے۔ یہ کہنے سے بات نہیں بنتی۔ کہ وہ مکان بالکل ملحق تھا (یعنی صرف دس منٹ کی گلی درمیان میں تھی) ہاں یہ کہو کہ الہام کی تشریح مسیح موعود کو یہ سکھائی گئی تھی۔ کہ ڈاکٹر سید صاحب کا مکان بھی اس الہام کے اندر ہی داخل ہے۔ مرزا صاحب! خدا کے لئے خوف کریں یہ دلیریاں اچھی نہیں ؛

حضرت مسیح موعود کو اگر یہ الہام اس مکان کیلئے ہوا تھا۔ تو اس کے معنے یہ تھے۔ کہ تیری وفات اگر تو اس مکان میں رہے نہیں ہو گی۔ کیونکہ میں اسمیں تیرا محافظ ہوں۔ مگر پھر مسیح موعود نے دوسرے دن اس کو چھوڑا۔ کیا وہ خود وفات چاہتے تھے۔ بلکہ حقیقت یہ تھی۔ کہ اس الہام کے بعد مسیح موعود نے اس مکان کو چھوڑ کر بتلا دیا۔ کہ یہ الہام اس مکان کے لئے نہیں ورنہ میں اسمیں رہتا۔ بات یہ تھی۔ کہ حضرت کو یہ فکر تھا۔ کہ میرے مکان کی نسبت جو وعدے تھے۔ وہ میری زندگی کے بعد بھی رہیں گے یا نہیں۔ تو خدا نے تسلی دی۔ انی احافظ کل من فی الدار۔ تو فکر نہ کر تیرے مکان کے وعدے اسی طرح قایم رہیں گے کیونکہ پہلے وہ فرما چکا تھا۔ انی معک ومع اھلک پس یہ الہام قادیان کے گھر کے لئے تھا۔ اور حضرت نے اس لئے خواجہ کا گھر چھوڑا۔ تا دنیا پر ظاہر ہو۔ کہ یہ الہام اس گھر سے تعلق نہیں رکھتا۔ اور خود اس کو چھوڑ دیا۔ اور بتلایا۔ کہ جس طرح سے میں اس گھر میں سے نکل کر چلا گیا۔ اسی طرح میرا ذکر اور میری محبت ان کے اندر سے نکل جائیگی۔ سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان میں جا کر وفات پائی اور بتلا دیا۔ کہ احمدیت اسی گھر میں آج فوت ہو گئی ؛

اس کے بعد پھر قادیان آپ کا جسد مبارک تشریف لایا اور بتلا دیا۔ کہ جس طرح میں روحانی طور پر قادیان میں رہتا تھا۔ جسمانی طور پر بھی میرا لاینفک تعلق قادیان سے ہے۔ اور کسی جگہ سے نہیں خدا کے لئے ڈاکٹر صاحب ان الہامات پر توجہ کریں اور اپنے عقاید میں تبدیلی پیدا کریں اور افسوس کریں۔ کہ جس جگہ خدا کا مسیح فوت ہوا۔ اور جس اس نے اپنے عمل سے مہر کر دی۔ کہ یہاں احمدیت مر گئی۔ وہاں انہوں نے مکان بنایا۔ اللہ تعالےٰ صلاحیت کی توفیق دے ؛

خاکسار توفیق محمود احمد۔ از قاہرہ

روئداد مباحثہ قصبہ بھونگاؤں ضلع مین پوری مابین احمدیہ و آریہ سماج

مناظر احمدی۔ جناب خواجہ جلال الدین صاحب شمس ؛ ایچ۔ اے ؛

مناظر آریہ سماج۔ پنڈت مہاشہ رام چندر صاحب سکرٹری آریہ سماج دہلی نزد گرد ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بفضل خدائے رحیم و قدیر
کریم و علیم و سمیع و بصیر

۲۵ جون ۱۹۲۳ء کے بعد ایک اشتہار منجانب آریہ سماج قصبہ مذکور کو ملا۔ جسمیں جماعت احمدیہ قادیان کو مباحثہ

کا تبلیغ مندرج تھا۔ اور تحریر تھا۔ کہ ۲۸ تاریخ سے قبل اگر شرائط مباحثہ طے کر لئے جائیں۔ کیونکہ ۲۹ جون سے جلسہ شروع ہو ۲ جولائی تک ہوگا۔ بمجرد پہنچنے اشتہار مذکور بالا صدر مقام آگرہ جناب خواجہ جلال الدین و جناب مباحثہ ہوگند پال صاحب مشنری سابق جناب شیخ محمد عمر صاحب تعلیمیافتہ گردکل کانگڑی، ۲۷ جون کو قصبہ مذکور میں جا کر پہنچے۔ اور فوراً مضمون اشتہار شرائط مباحثہ کا مطالبہ کیا۔ جس کا جواب ملا۔ کہ منتری یہاں ہے نہیں۔ اس لئے اس وقت ممکن نہیں۔ بربنا اشتہار مکرر تاکیدی مطالبہ کیا گیا۔ لیکن سیکرٹری صاحب نے بلحاظ اشتہار مجریہ و تحریر شرائط طے کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ منتری صاحب کے آنے پر شرائط طے ہو جائیں گے۔ ۲۸ جون کو وہ بھی آ گئے۔ پھر تحریر بھیجی گئی۔ منتری صاحب کا عذر میں ہیں وہ حیلہ۔ غرض بدقت سے رد و بدل حیلہ حوالہ کے بعد شرائط پیش ہوئیں [illegible] شروع ہوا لیکن سارا وقت اس میں ضائع کیا گیا۔ کہ مباحثہ تحریری ہو یا تقریری۔ الغرض بہزار رد و قدح تحریری مباحثہ بدیں خلاصہ شرائط قرار پایا۔ کہ ۲۰ اعتراضات قرآن کریم کے کامل الہامی کتاب نہ ہونے کے ثبوت میں منجانب آریہ سماج خوشخط سیاہی سے لکھ کر دے جائیں۔ اور پھر جواب پر تنقید کا پرچہ تحریر کر کے بعد دستخط مناظر و محافظ دیدیں۔ جو کسی امین کے پاس بحفاظت رکھ جائیں اور پھر جواب پر تنقید کا پرچہ تحریر کر کے آریہ مناظر بھیجدے جس کا جواب الجواب لکھ کر اسی طرح مناظر احمدی بھیج دے۔ گویا دو پرچے اعتراض کے اور جواب کے قرآن کریم کے متعلق ہوں۔ بعینہٖ یہی وید کے متعلق چار پرچے اعتراض و جواب کے تحریر ہونگے۔ اور جواب آریہ مناظر کرینگے

۲۹ جون اسی ہیر پھیر میں گذاری۔ ۳۰ تاریخ کو جملہ شرائط محفوظ کر دیے جائیں۔ دوسرے روز سات بجے صبح جوابات کا پرچہ جانبین کو دیا جاسکے۔ جس پر ڈیڑھ گھنٹہ میں تنقید ہوگی۔ اور ایک دوسرے کے پاس بھیجدی جاویگی۔ اور فوراً ہی اس کا جواب الجواب ڈیڑھ گھنٹہ میں لکھا جائیگا۔ اور محفوظ کر دیا جائیگا اور دو جولائی پانچ بجے شام کو یہ پرچے جلسہ گاہ میں اول وید بعد ازاں قرآن پاک کے متعلق پڑھے جائینگے جو ہر ایک مناظر سنائیگا۔ ۲۹ و ۳۰ جون تک گرد و نواح سے دیگر احباب بھی حسب الحکم آ گئے تھے۔ مولوی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے۔ ملک محمد اسمٰعیل صاحب بی۔ اے۔ ایس سی۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی سٹوڈنٹ۔ سید ارشد علی صاحب لکھنوی۔ مولوی فضل محمد صاحب۔ میاں سلطان محمد صاحب۔ میاں محمد شفیع صاحب۔ لال محمد صاحب اور خاکسار قادیانی یکم جولائی کو بحمد للہ ہم ٹھیک وقت مقررہ پر سات بجے صبح اعتراضات کے پرچے لے کر وہاں سبھا کے پاس پہنچ گئے۔ حسب شرائط پرچہ اعتراضات طلب کیا۔ لیکن بصد افسوس برخواست کبھی عذر شریعت۔ کبھی الزامی جواب۔ کبھی ہندی سے اردو میں ترجمہ کرانے کی وجہ۔ غرض بمشکل سوا ایک بجے پرچہ ملا جس کا جواب بفضل خدا کے فضل سے وقت معینہ کے اندر تحریر کیا گیا۔ بخلاف اس کے آریہ مناظر نے خلاف شرط جواب ہندی میں کاربن سیاہی کا کاغذ لگا کر پنسل سے لکھ کر بھیجا۔ جو ہمارے آدمی کیا ان کے اور مندہ سے بھی نہ پڑھا گیا۔ ہر چند کہا گیا۔ کہ یہ شرائط و عمل اول کے سراسر خلاف ہے۔ مگر وہاں کون سنتا تھا۔ جب کہ وہاں بہ صورت راہ فرار پیدا کی جا رہی تھی۔ غرض بدقت خوشامد و داد رسے کام نکالا۔ اور اور مندہ پرچہ بھی اس سراسر ہٹ دھرمی اور دور از حیا فعل سے نادم و شرمندہ تھا۔ کچھ وقت اس کے اردو کرانے میں صرف ہوا۔ اور پھر جواب تحریر کیا گیا۔ اور یہ جوابات بھی حسب قاعدہ حوالہ وائین لکھے گئے۔ چونکہ اس روز بھی ۵ بجے شام سے ان کے لیکچر تھے۔ لہٰذا ہم لوگ بھی شریک جلسہ ہوئے مہاشہ رام چند بہت متانت اور سنجیدگی سے شدھی کی روئیں بیان کر رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے۔ کہ ہندو بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد وہ پیسے دیں تا آپ کو شدھ کریں کیونکہ تمہارے بچھڑے بھائی دروازہ پر ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ تم جب تک چھوت چھات کی رکاوٹ دور نہ کرو گے۔ تب تک یہ شدھی کوئی چیز نہیں۔ اور فرمایا۔ کہ جب تک مسلمان صاحبان اوروں کو ہضم کرتے رہے۔ تو کوئی چیخ و پکار نہ تھی۔ اب جو ذرا ہمارا ہاضمہ درست ہوتا جاتا ہے۔ ہمارے بچھڑے بھائی ہم سے مل رہے ہیں۔ تو وہ ختم ہو رہے ہیں۔ غرض ویسے ہی مضامین پر لیکچر ختم ہوا۔ اس کے بعد پنڈت کالی چرن اٹھے اور تقریر شروع کی۔ ہمارے روبرو تک تو ادھر ادھر کی مثالوں سے ہندوؤں کی ترقی کی ہدایات اور پڑھنے کے لئے تیار کرتے رہے۔ مگر جب ہم لوگ بوقت مغرب چلے آئے۔ تو بعد میں دریافت ہوا۔ کہ پنڈت جی مہاراج نے بہت کچھ خوب تھوکا اور کچا گوشت اگلا۔ اور کہا کہ جس طرح شنکر اچاریہ نے بدھ مذہب کے پیروں کو جلا دیا تھا۔ یہی صورت تم ان سے (یعنی مسلمانوں سے) اختیار کرو۔ یہ ہیں جیو کے محافظوں کے ارادے۔ یہ کہ خبث باطنی سے اندر ہی اندر مردار کی طرح اس قدر پھول گئے ہیں۔ کہ با اخلاق تک آکر پھول پھٹ نہیں سکتے۔ اور نکل ہی پڑتے ہیں۔ لیکن ہم بفضل تعالیٰ بہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ گانا بجانا ہوا۔ اشتعال انگیز گیت گا کے جن میں تقریباً ایک شعر یہ بھی تھا۔

جہاں میں جو کر رہے تھے کل تک دھرم سہائی گؤ کی کا ہنسا
وہ آج بن کر فتح محمد۔ گلے پہ پھیر ہاں چلا رہے ہیں

ہر چند کہ پنڈت کالی چرن کا آخری حصہ تقریر زیر دفعہ ۱۰۷ اور ۵۰۰ ضابطہ فوجداری قابل گرفت تھا۔ مگر مقامی پولیس کا علم بھی لائق تحسین ہے۔ کیونکہ دریافت ہوا ہے کہ وہ قوم کے کائستھ اور قصبہ مذکور میں رشتہ داری اور نہ ہوا آریہ ہیں۔ ۲ جولائی صبح سات بجے پرچہ تنقید حسب شرائط پہونچ گئے۔ جواب الجواب کا قصد کیا۔ تو دیکھا۔ کہ مہاشہ رام چند صاحب نے جو سماج کے مایہ ناز مناظر ہیں حسب عادت۔ پیشہ قدیم۔ بہ پابندی وید کے دھرم چھپا کر یکم جولائی کے لیکچر میں ہاضمہ کی درستی کا اقرار فرما چکے تھے تنقید جواب کی طوالت میں فنق وار جواب تحریر کرتا تو کئی بنت سے سوالات ہضم ہیں۔ گوشت پوست ہضم کر گئے۔ مگر نہ تو وہ اپنے سریع الہضم مہاشہ جی کا ابھی باقر ایمان کے ہاضمہ قابل دید تو وہ وقت جانکنی تھا۔ جب کہ پھری چھاگلنے پڑے۔

چار بجے ہم لوگ تحریرات وغیرہ سے فارغ ہو گئے۔ بوجہ مصروفیت روٹی وغیرہ کا انتظام نہ ہو سکا تھا۔ لہٰذا کچھ ستو کچھ نمکین روٹی کھا کر پانی پیا۔ اور نمازیں ادا کر کے درگاہ رب العزت میں بدعائے استعانت کی [illegible] روانہ ہو گئے۔ جلسہ گاہ میں مناظر و سامعین و دیگر معززین اہل اسلام و اہل ہنود جمع ہو رہے تھے۔ پورا مجمع تھا۔ سکرٹری صاحب سبھا نے اٹھ کر ایک ہندو صاحب کو پریذیڈنٹی کے لئے پیش کیا۔ اور اس طرح ہم لوگوں کو اپنے لئے انتخاب کرنے کو کہا۔ گر مین قادیانی اٹھ کر شرائط مباحثہ سے شرط [illegible] چونکہ سکرٹری صاحب سبھا اس وقت اس شرط کو باختیار خود تبدیل کرتے ہیں۔ جس کا ان کو حق نہیں۔ مگر ہم اس کو بھی منظور کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور اظہار صداقت اور انکشاف حقیقت ہے۔ یہ غلطی دراصل کیوں ظہور میں آئی۔ پرچہ جات کی تحریر سے مہاشہ و انجمن اپنی سچائی اور حق پر ہونے کی قوت کا اندازہ کر چکے تھے۔ جو ہر طرف سے ان کو ہلاکت ہی ہلاکت نظر آ رہی تھی۔ چونکہ ایک پریذیڈنٹ حکم کی شان رکھتا ہے۔ اور مقابلہ پر اس کی رو سے ایک حد تک آخری اٹل فیصلہ ہوگی۔ اگر تحکم و تعصب بھی فرمایا۔ تو ابھی سے جیت ہماری کیونکر مضر ہوگا اور مہاشہ جی کی صناعی و ملمع سازی کی قلعی دھوئیں کی طرح اڑ جائے گی۔ اور وہ کھوٹی چاندی کیا کانسی بھی نہ ثابت ہوگی۔ بالآخر ہم نے اپنی طرف سے جناب راجہ صاحب بادی یار رخان صاحب رئیس کو سمہ کو انتخاب کیا۔ اور جماعت کی جانب سے ان سے استدعا کی۔ جس کو انہوں نے شرف قبولیت بخشا۔

بعد ازاں نوجوان شیر سعادت شعار آفتاب خلافت۔ مولانا شمس اٹھے۔ اول شرط مباحثہ پڑھ کر سنائیں۔ اور فرمایا۔ چونکہ مقصد و غرض مناظرہ و جلسہ عام کی اظہار حقیقت ہے۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ کہ جو بات بیان کی جائے۔ از ابتدا تا انتہا اس کو سنایا جائے۔ تا کہ اس کی برائی بھلائی کا سوال نہ ہو سکے۔ لہٰذا مناسب ہے۔ کہ ہر سوال کو اس کے جواب تنقید جواب الجواب پر ختم کر کے پھر دوسرا سوال شروع کیا جائے۔ تو پر سننے والا سمجھ سکے۔ مہاشہ جی جن کے لئے یہ ایک زود ہضم ہلاہل کا جام تھا

گپ گوارا کر سکتے تھے۔ کہ ان کے سالہا سال چڑھایا ہوا خول ڈھونگ کا پول۔ آج اس قدر جلد ایک طفل نوخیز احمدی بچہ کے ہاتھوں میں کھلا جائے۔ آخر ایسے اڑ گئے۔ گویا کر گئے۔ مجبوراً بعد از تشہد و تلاوت۔ حمد و ثنا اعتراض و نقائص۔ وید کے مکمل الہامی کتاب نہ ہونے اور اس کی تعلیم فطرت و شرافت انسانی کے خلاف ہونے پر مشرح و مصرح بیان فرمائے۔ جسمیں نہایت شرح و بسط کے ساتھ مفسرین و مترجمان وید۔ سوامی دیانند صاحب۔ و دیگر دوان پنڈت۔ منی۔ پرانے رشیوں کی کتب معتبرہ کے حوالجات سے ثابت کیا۔ کہ نہ وید الہامی کتاب نہ اس کے حامی برگزیدہ نہ اس کی زبان مستند نہ یہ لائق عمل نہ اس کا عمل ذریعہ نجات۔ تقریباً پون گھنٹہ میں جملہ اعتراض ختم ہوئے۔ آریہ مناظر نے اٹھ کر بجائے جوابات سنانے کے قرآن کریم پر اعتراض سنانا چاہا۔ اور بجائے اس کے کر اپنی گھڑی گھڑائی کارگیری وقت پر دکھائیں اور کھٹائی میں ڈالنا چاہا۔ مگر یہ تو مندرجہ شرائط تھا۔ جہاں کھرا کھوٹا مل ہی نہیں سکتا تھا)۔ نوجوان شیر اسلام نے رعد کی طرح گرج کر روک دیا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ بجائے جوابات اعتراضات سنائے جائیں۔ تاجوابات کے وقت تک سامعین کو اعتراضات یاد نہ رہیں۔ جو حق و باطل کا مقابلہ کر سکیں اور صحیح و غیر صحیح میں امتیاز نہ ہو سکے۔ ہر چند مہاشہ جی اپنی جنگ زرگری میں ہاتھ پاؤں مارا کئے (کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے) مجبور و مایوس مہاشہ مرجھائے۔ شکست کھائے اٹھے۔ اور جوابات سنانا شروع کئے۔ کہیں تو کیا سنائیں۔ تو کس کو بت سنبھلے سنبھالے۔ ہاتھ پاؤں چلائے۔ بگڑ بگڑ کر بنے تو اور بگڑے جب عذر گناہ بدتر از گناہ کہہ چکے تو بیٹھ گئے۔ تنقید جواب نے دوبارہ جو مہاشہ جی پر دلائل و مسایل کے بار کی جنا جن دی۔ تو اب جواب الجواب میں بجز سلگنے اور اندر ہی اندر جلنے کے کیا ہو سکتا تھا۔ خیر لیجئے اب آپ کا بھی دار آگیا۔ کربستہ ہوں۔ دھوتی کسیں اور وار کریں۔ قرآن کریم پر موصوف نے اعتراضات شروع کئے۔ مگر قوت بیان کہاں سے لائیں۔ کہ جوابات نے پہلے ہی گلے میں پھانسی لگا رکھی ہے۔ یہ نظارہ بھی قابل دید تھا فرمایا قرآن میں ہے۔ کہ حاملہ اونٹنی پہاڑ میں سے نکل۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے لکھا ہے۔ کہ ماں۔ بہن۔ بیٹی سے زنا کرے۔ تو اس پر حد شرع نہیں۔ اسلام میں حیوانوں سے زنا جائز ہے۔ غرض نیوگ پر پردہ ڈالنے کے لئے جہاں تک ہو سکا اپنے اسی ایک چلتے ہوئے آلہ سے یعنی افترا پردازی و جعلسازی سے جو ویدک دھرم کی حقیقت ہے کام لیا۔ مگر آتش حق کے روبرو تنہا مہاشہ جی ہی مہا پنڈتائی کی کٹھائی میں پگھلتے رہے۔ اور کوئی داؤ کام نہ آیا۔ جواباً کہا گیا۔ کہ اگر یہ یاوہ گوئی قرآن و حدیث یا معتبر کتاب میں سے دکھاؤ۔ تو دو ہزار روپیہ انعام پاؤ۔ آخر کار جب کہ جواب الجواب کا وار آیا۔ اور برق مجیدہاں کیطرح

حمد اے حق مہاشہ جی پر کر باطل کو تباہ و بے دم کرنے لگی تو سولانا مشن کے الفاظ دلاویز گویا مشعلہ ہائے کفر سوز تھے زبان خوش بیان یا مشین گن شرر فشاں تھی ۔

سر کوب ایسی چوٹ تھی وہ۔ وار پار کی
گویا کہ سو سنار کی اور اک لوہار کی

کیفیت سامعین نرالا منظر تھی۔ ہر مومن کا چہرہ مسرت سے فرحاں و شاداں۔ ہر منکر کی حالت لرزاں و ترساں چہرہ پژمردہ۔ دل افسردہ۔ مختصر یہ کہ یہ سب عرض حال کی تصدیق انشاء اللہ ملاحظہ مباحثہ سے ہو سکتی ہے۔ جس کی ضرورت ہو۔ کہ جلد طبع ہو کر تقسیم عام ہو ہیں اگر دردمندان اسلام توجہ فرماویں۔

نظم

ہوئی فضل خدا سے وہ عیاں شان جلال الدین
دکھایا کفر نے کٹ کٹ کے فرقان جلال الدین
ادہر تو نوجوان و نونہال گلشن احمد تھا
پھر اس پر رحمت حق شوکت و شان جلال الدین
طفیل حضرت محمود جن پر جان و دل قربان
ہوا ہر مومن و مسلم پہ احسان جلال الدین
عجب تھا۔ حق و باطل کا تقابل شان حق دیکھو
عدو منہ ڈھانپتا تھا لیکے دامان جلال الدین
کہوں کیا دشمن دیں روبہ سکار تھا۔ پھر تو
ہوا جب نام حق سے گرم میدان جلال الدین
لنگوٹی وید کی نیوگی کی ڈھیلی ہو گئی دھوتی
کھلا جب کفر کش وہ پاک قرآن جلال الدین
مقابل سالخوردہ گرچہ اک پاپی پرانا تھا
مگر اس دم نہ تھا طفل دبستان جلال الدین
ہر اک مومن کا دل اسلام کی خوبی کو سن سنکر
مسرت میں دل و جان سے تھا قربان جلال الدین
جنیو کا پڑا ہر ہاتھ اک اک کے ہوئے دو دو
چلی جب منکروں پر تیغ برہان جلال الدین
پڑی پوری۔ کچوری کی طرح پھولے ہوؤں پر جب
نکال آگی پہ اک کی دال برہان جلال الدین
دعا ہے قادیانی کی مرے پیارے خدا تجھ سے
پھلے پھولے قیامت تک گلستان جلال الدین

خاکسار :۔ قاسم علی قادیانی از بھوں گاؤں ضلع مین پوری

اطلاع

تمام خریدار اپنا حساب صاف کرکے مشکور فرماویں

منیجر الحکم قادیان

عینک سے نجات

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب

یہ سرمہ ککروں کیلئے ابتدائی موتیابند۔ جالا۔ پھولا پڑبال و آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہے نظر کمزور ہو سان کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ مصفیٰ تولہ ممیرا پانچ روپیہ تولہ ترکیب استعمال صبح و شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو۔ بشرطیکہ اسنے باقاعدہ پندرہ روز تک متواتر استعمال کیا ہو سرمہ واپس کر دے۔ میں اس کی قیمت واپس کر دونگا۔ اس کے مجرب ہونے پر چند شہادتیں علاوہ میرے ذاتی تجربہ کے پیش کرتا ہوں ۔

(۱) میں نے جناب سید احمد نور صاحب احمدی کابلی مہاجر قادیان کا سرمہ آزمایا اور بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مفید پایا میری حضرت والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہو گئیں اس سرمہ سے ان کو غیر معمولی فائدہ ہوا (محمد اسماعیل۔ مولوی اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل)

(۲) میں نے سرمہ ممیرا بھائی احمد نور صاحب مہاجر قادیان سے لے کر دو ہفتہ تک استعمال کیا۔ اب خدا کے فضل سے میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ نہایت ہی مجرب اور اعلیٰ درجہ کا سرمہ ہے (اللہ دین احمد سابق گڑھا تنگ والا تنگ تو یا جگی)

(۳) میں نے ۱۹۱۱ء شہر ملتان میں عینک آنکھوں پر لگائی تھی۔ اور ۱۹۱۵ء میں جناب احمد نور سے سرمہ دو حبا ہوں لیکر استعمال کیا۔ اور خاکسار نے عینک کو اتار دیا ہے اب عینک کی کوئی ضرورت نہیں (خاکسار محمد علی کلیانپوری ضلع لائلپور ڈاکخانہ گوگانی کساب) (۴) میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ خریدا۔ جس کو میں نے بہت مفید پایا اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر کئی جگہ استعمال کیا سب نے اس کی تعریف کی یہ سرمہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے عبدالرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان ۱-۷-۱۹۲۱ (۵) احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ممیرا بارشاد ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا تھا۔ بحکم خدا اب بالکل آنکھیں اچھی ہیں اور نظر بالکل کامل ہو گئی ہے۔ سو میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں (خادم حضرت خلیفہ ثانی۔ شیر دل دربان (۶) میں نے سرمہ ممیرا تیار کردہ بھائی احمد نور صاحب قادیانی خود استعمال کیا اور نیز اپنے عزیز رشتہ داروں کو بغرض استعمال دیا۔ میں نے اس سرمہ کو مفید پایا چنانچہ آنکھوں میں جلن ہوا کرتی تھی جو خدا کے فضل سے اس سرمہ کو مفید پایا ایک ہفتہ استعمال کرنے سے جو دور ہوا فقط افضل کریم سب انسپکٹر حیدرآباد دکن سب سلاحیت بمقبوعات خود مسیح کے وقت وعدہ سے استعمال کریں قیمت قسم اول عرفی تولہ قسم دوم ۸ روپیہ تولہ

وانظر

اخلاق محمدیؐ حصہ اوّل

میں نے مکرم شیخ عبدالرحمن صاحب (دھرم سنگھ) بی اے کے کام کو ہمیشہ رشک اور عزت کی نظر سے دیکھا ہے۔ سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ایک جوش اور تڑپ رکھتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے متعدد کتب و رسالجات نہایت قابلیت کے ساتھ لکھے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے وہ مفید ثابت ہوئے ہیں۔ حال میں انہوں نے اخلاق محمدیؐ کے نام سے ایک کتاب تین حصوں میں لکھی ہے جس کی پہلی جلد ۱۴۴ صفحہ پر چھپکر شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب ہر طبقہ اور ہر عمر کے مسلمانوں کے لئے مفید ہے۔ خصوصیت سے طالبعلموں اور نوجوانوں کو اسکا پڑھنا بہت ہی سودمند ہے۔ میرے خیال میں اس قسم کی کتابیں اسلامی مدارس میں بطور درسی کتب کے پڑھانی چاہئیں۔ مؤلف کی حوصلہ افزائی اسی میں ہے کہ کثرت سے اس کتاب کو شائع کیا جاوے۔ پہلے حصہ کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ ماسٹر عبدالرحمن (مہر سنگھ) بی۔ اے قادیان سے درخواست کرنے پر ملے گی۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کی یہ جدید تالیف ہے۔ شیخ صاحب آریہ مذہب کے متعلق ایک ماہر خصوصی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور جب سے انہوں نے نور جاری کیا ہے اس باطل مذہب کی تردید کیلئے علاوہ اخبار کے متعدد رسالے اور ٹریکٹ لکھے ہیں۔ فتنہ ارتداد کے انسداد میں کام کرنیوالوں کے لئے یہ کتاب قریب ایک کاری حربہ اور ہتھیار ہے۔ یہ کتاب بہ مختلف ابواب پر منقسم ہے اور ہر ایک باب بہت محنت اور کوشش سے لکھا گیا ہے۔

مجھ کو افسوس ہے کہ میں اپنے ہیڈکوارٹرسے باہر ہونے کیوجہ سے جلد اس کتاب پر نوٹس نہ لے سکا۔ بہتر ہوگا کہ یہ کتاب علاقہ ارتداد اور علاقہ مخلوط کے مسلمانوں میں پھیلائی جاوے۔ تاکہ وہ اس سانپ کی کچلیوں کو توڑ ڈالیں جو اسلام پر حملہ آور ہوا ہے۔ شیخ صاحب نے اس کتاب کی اشاعت میں یہ امر بھی مدنظر رکھا ہے کہ وہ اسکی بکری میں سے ۴ ؍ فی کتاب ملکانہ فنڈ میں دیں۔ اس لحاظ سے اس کتاب کی اشاعت بیک کرشمہ دو کار کی مصداق ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ غیر مجلد۔ مجلد ۱۴؍ ایڈیٹر صاحب نور سے ملے گی۔

اسوہ صحابیات

میں بلاخوف تردید کرتا ہوں۔ کہ بعض فرزندان ندوہ تصنیف و تالیف کے سلسلہ میں بہترین کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے مولوی عبدالسلام ندوی کا نام خصوصیت سے پیش کیا جاتا ہے۔ مولوی عبدالسلام صاحب کے قلم سے حال میں اسوہ صحابیات کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں ازواج مطہرات۔ بنات طیبات اور عام صحابیات کی زندگی کے مذہبی۔ اخلاقی معاشرتی واقعات اور مذہبی اخلاقی اور علمی خدمات کی تفصیل دی ہے۔ یہ کتاب مستورات کے لئے نہایت مفید اور کار آمد ہے۔ اسلامی زنانہ سکولوں میں اس قسم کی کتابیں داخل درس ہونی چاہئیں۔ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر خوبصورت چھاپی گئی ہے۔ افسوس ہے کتاب پر کوئی قیمت درج نہیں۔ مگر میں کتاب کی نوعیت اور مضمون کے لحاظ سے کہتا ہوں کہ جس قیمت پر بھی ملے خریدنا چاہیئے۔ مسلم پرنٹنگ پریس اعظم گڑھ سے درخواست کرنی چاہیئے۔

مکرمی ماسٹر قادر بخش صاحب مرحوم لودہانوی

۱۰؍ جولائی ۱۹۲۳ء کو مکرم ماسٹر قادر بخش صاحب لودہانوی نے بکایک انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط ماسٹر صاحب عزیز مکرم مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے والد ماجد تھے۔ ایڈیٹر الحکم کو ذاتی طور پر مرحوم سے ۱۸۸۹ء سے نیاز حاصل تھا۔ اور یہ تعلقات دن بدن مضبوط ہوتے گئے۔ یہانتک کہ ہم روحانی طور پر ایک باپ کے بیٹے ہو گئے۔ شروع شروع میں جب تعلیم الاسلام مدرسہ کھولا گیا تو ماسٹر صاحب کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اور وہ نہایت شوق اور اخلاص کے ساتھ سلسلہ کی خدمت سمجھ کر مدرسہ تعلیم الاسلام میں آگئے۔ اور جب تک رہے مدرسہ کی بہتری اور بھلائی میں کوئی دقیقہ انہوں نے باقی نہ رکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ان کو ایک عاشقانہ نسبت تھی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سے بھی محبت و اخلاص میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ لدھیانہ کی جماعت کے لئے وہ بطور ایک روح کے تھے آپکی وفات سے لدھیانہ کی جماعت کو بہت بڑا نقصان پہونچا ہے۔ مگر رحیم و کریم خدا کے فضل سے ہمیں توقع ہے کہ وہ لوگ جو جماعت کے ذمہ دار عہدہ دار ہیں ماسٹر صاحب کی اس جُدائی کا خاص طور پر احساس کر کے جماعت کی ترقی کے لئے پہلے سے زیادہ کوشش کرینگے۔

میں پہلی مرتبہ حلقہ ارتداد کو ایک وفد لیکر گیا۔ تو لدھیانہ کے سٹیشن پر وہ جماعت کو لیکر ملے۔ اور مجھ کو الگ کر کے فرمایا کہ چند لفظوں میں جماعت کو توجہ دلاؤ کہ وہ مشین کی طرح کام کرنیوالی ہو جاوے۔ ہمارا کام بہت مشکل اور اہم ہے۔ کل دنیا سے ہمارا مقابلہ ہے ہمکو بہت بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ تم ضرور کچھ نہ کچھ کہو میں چاہتا ہوں کہ بار بار جماعت کو یاد دہانی ہوتی رہے۔ چنانچہ میں نے حسب موقعہ ریلوے سٹیشن پر ایک تقریر کی۔ مجھ کو ماسٹر صاحب کے ان الفاظ نے یقین دلایا کہ یہ شخص اب بکلی دنیا سے قطع کر کے رو بخدا ہو چکا ہے۔ اور سلسلہ کی محبت اور اشاعت کے جوش میں گداز ہو گیا ہے۔

ماسٹر صاحب پر اس سے پہلے بیماری کا حملہ شدید ہوا تھا۔ اور میری آنکھوں کے سامنے وہ نقشہ ہے جو انکی علالت کے تار نے یہاں پیدا کیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو خاص توجہ تھی۔ عزیز مکرم مولوی رحیم بخش صاحب روانہ ہوئے تو خیال تھا کہ وہ شاید بعد وفات پہونچیں۔ مگر خدا کے پیارے خلیفۃ المسیح کی دعاؤں نے مسیحائی کی اور ماسٹر صاحب تندرست ہو کر قادیان آ گئے لیکن اس مرتبہ اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ ۱۱؍ جولائی ۲۳ء کی صبح کو آپ کا جنازہ یہاں حضرت خلیفۃ المسیح نے تمام جماعت کو لیکر پڑھا۔ اور خود کندھا دیا۔ اور مقبرہ بہشتی تک ساتھ گئے۔ اور دفن کرنیکے بعد دعا کر کے واپس آئے۔ ماسٹر صاحب کے وجود سے جو فوائد لدھیانہ کی جماعت کو پہونچتے تھے اور سلسلہ کے لئے آپ کا وجود جس حد تک مفید اور بابرکت تھا۔ اسپر نظر کر کے ہم اسکو ایک بڑا صدمہ یقین کرتے ہیں۔ مگر اس حیثیت سے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے محبوب آقا کے قدموں میں پہونچا دیا۔ اور ایمان اور اخلاص کے ساتھ انکا خاتمہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے خود جنازہ پڑھا۔ اور کندھا دیا۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ وہ اپنا مخلص فی الدین مولوی رحیم بخش صاحب جیسا بیٹا سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کر گئے ہیں۔ انکی موت خوشی کی موت اور مبارکباد کے قابل ہے۔ ماسٹر صاحب کے خاندان سے انکے وجود اور ذات کی حد تک (انکی علیحدگی سخت صدمہ ہے) ہمیں پوری ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر جمیل عطا فرماوے۔ اور مرحوم کو اپنی رضا کے مقام پر اوٹھائے۔ اور انکے مدارج کو بلند کرے۔ آمین۔ میں مرحوم کے حالات پر مختصر سا آرٹیکل دوسرے وقت بتوفیق الٰہی شائع کرونگا۔ انشاءاللہ العزیز:۔

جنازہ غائب کی درخواست

مدرسہ تعلیم الاسلام کے پُرانے اور قدیم خادم منشی عبدالرؤف صاحب (بھیروی) کلرک کے دو بھائی میاں فضل الٰہی و میاں غلام احمد صاحب یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے ہیں دونوں بھائی نہایت مخلص اور جوشیلے احمدی تھے اور سالانہ جلسہ پر لازماً آنا ضروری سمجھتے تھے منشی عبدالروف صاحب کو ایسے مخلص اور بزرگ بھائیوں کی وفات سے سخت صدمہ پہونچا ہے لیکن مومن خدا تعالیٰ کی قضا سے صلح کر کے بہت بڑے انعامات کا وارث ہو جاتا ہے منشی عبدالروف صاحب جماعت کے احباب سے چاہتے ہیں کہ انکے بھائیوں کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔ امید ہے احباب اپنے مدرسہ کے خادم قدیم کی درخواست کو عزت اور قدر کی نظر سے دیکھینگے۔